رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

Regd. E.P. No 861

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ (قرآن)

بدر

ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر: صلاح الدین ملک ایم - اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

شرح چندہ سالانہ چھ روپے فی پرچہ ۲/۰

جلد ۳ | ۱۴ ہجرت ۱۳۳۳ ہش ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ ۱۴ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۹

رمضان مبارک!

احباب کرام! رمضان مبارک کا ایک تہائی گزر چکا ہے۔ اگر ہم اس مبارک مہینہ سے کما حقہٗ استفادہ نہ کر سکیں۔ تو ہمارے لئے یہ امر ازبس باعث حسرت و یاس ہوگا۔ اب بھی ضروری ہے۔ کہ کمر ہمت کس لیں اور کامل تگ و دو اور پوری جدوجہد سے بقیہ ایام میں سابقہ کوتاہی کی بھی تلافی کریں۔ رمضان کا لفظ ہی اس امر کا متقاضی ہے کہ ہمارے اندر روحانی گرمی پیدا ہو۔ ہم رضائے الٰہی کے لئے شب و روز مجاہدہ کریں۔ راتوں کو تہجد ادا کریں۔ اور دین اسلام کی ترقی و بہبودی اور اپنے پیارے امام کی صحت و سلامتی اور مقاصد میں کامیابی اور مجاہدین اسلام کی کامرانی کے لئے دردمند دعائیں کریں۔ قرآن مجید کی تلاوت کریں اور اس کے مطالب پر غور کریں اور کم از کم ایک کمزوری کے ترک کرنے کا عہد کریں۔ اسوقت جبکہ اغیار احمدیت کا استیصال کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ وہ ساز و سامان سے لیس ہیں ظاہر اعزاز و اکرام کے مالک ہیں۔ عوام پر اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ گویا کہ ظاہری اسباب ان کی کامیابی کے ضامن ہیں۔ اور ہماری حالت پرندہ کے اس بچے سے بھی گئی گزری ہے کہ جس کی آنکھیں بند ہوں۔ بال پر سے عاری ہوں ماحول اس کا دشمن ہو۔ گھونسلے سے گر پڑے باد و باراں سے واسطہ پڑے۔ ماں باپ اس سے چھوٹ چکے ہوں۔ اس کی زندگی جس قدر خطرہ میں ہو جماعت احمدیہ اس سے بھی زیادہ خطرہ میں ہے ہمارے لئے ایک ہی سہارا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا۔ اسی سہارے کی وجہ سے ہمارے قلوب میں اطمینان کی لہر دوڑ تی ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ سو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس کی رضا کی راہوں پر گامزن ہوں۔ اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہوں۔ اس کے احکام پر کاربند ہوں۔ اگر ہم اسے راضی کر سکیں تو پھر یقیناً ہم ہی کامیاب ہوں گے بلاشبہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں فنا نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر ہم اسے راضی نہ کریں تو پھر ہمارا کون سا ٹھکانا ہے کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

اخبار احمدیہ

قادیان۔ ۵ رمئی کل رمضان مبارک کا چاند دیکھا گیا اور آج پہلا روزہ تھا۔ مسجد مبارک میں بوقت تہجد حافظ صلاح الدین صاحب اور مسجد اقصیٰ اور مسجد ناصر آباد میں بعد عشاء علی الترتیب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری حافظ عبد العزیز صاحب نخگلی تراویح پڑھاتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں ظہر و عصر کے درمیان مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ رمضان کی خاطر دفاتر اور مدارس کے اوقات میں کمی کر دی گئی ہے۔ ابتدا رمضان سے روزانہ ترشح ہو جاتا ہے۔

چند روز قبل مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے نے نظارت امور عامہ و خارجہ کا چارج لیا۔ آپ کا نظارت بیت المال سے تبادلہ ہوا ہے۔

۸ رمئی۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے بوجہ علالت کے لئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲ رمئی۔ کل حضور کی طبیعت اچھی رہی الحمد للہ پیشاب میں شکر نہیں پائی گئی اور نہ ہی ٹمپریچر تھا۔

۳ رمئی۔ کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ ٹمپریچر نہیں تھا۔ پیشاب میں شکر بھی نہیں پائی گئی

۴ رمئی حضور کی طبیعت کل اچھی رہی

۵ رمئی۔ الحمد للہ کل حضور کی طبیعت اچھی رہی۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ایسے مبارک وجود کی صحت کاملہ کاملہ کیلئے اور مقاصد عالیہ میں کامرانی کے لئے کامرانی کیلئے درد دل سے دعا کرتے رہیں

روانہ ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ہدایت کے مطابق جو ہوئے آپ نے فوراً راہ کرم بھجوائی تھی۔ مولوی صاحب موصوف کا مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب ہسپتال لاہور نے معائنہ فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کو انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔ نسخہ تجویز کر دیا ہے اور دوبارہ لاہور آنے کا بھی مشورہ دیا گیا

(باقی صفحہ پر)

سلطان القلم کے رشحات قلم

بے خبری

جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر ان کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقینی کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے۔

اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اس کو سراسر ردی دکھائی دیتی ہیں ——

اور انسان اسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے

ہر ایک بے باکی کی جڑ بے خبری ہے۔

جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بے باک نہیں رہ سکتا۔

اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پر زور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رخ کیا ہے۔

اور یا اس کے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے۔ اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے ——

تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا ——

تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا بیان

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر)

ہمیشہ حکماتی فلسفانک حالتوں پہ کھڑ رہتے ہو

بلند پروازی

سو تم آنکھیں کھولو

اور خدا کے اس قانون کو دیکھو

جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے

چوہے مت بنو! جو نیچے کی طرف جاتے ہیں

بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو

جو آسمان کی فضا کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں

تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو

اور سانپ کی طرح مت بنو

جو کھال اتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے

موت کو یاد رکھو کہ

وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے ——

تم اس سے بے خبر ہو!

کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ

انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے

"نماز اور دعا"

اگر تم یہ نعمت کو کیونکر پا سکو؟

اس کا جواب

خود خدا نے دیا ہے

جہاں قرآن میں فرماتا ہے

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ

نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو!!

نماز کیا چیز ہے؟

وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ

سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں ——

صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو ——

کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں ——

جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں

لیکن جب تم نماز پڑھو تو

بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ

وہ رسول کا کلام ہے۔ باقی

اپنی تمام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ

([illegible])

بھائی عبد الرحمن نابھاوی پرنٹر و پبلشر نے رفاہ آرٹ پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

اخبار احمدیت

جرمنی سفیر کو تحفہ قرآن - مبلغ سپین مجاہد امریکہ کی روانگی حضور کا مسجد لاہور کا سنگ بنیاد رکھنا

لندن ۱۲ر اپریل - امام مسجد لندن کرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے جماعت کے پانچ افراد کے ہمراہ قرآن مجید کا جرمن ترجمہ جرمنی کے سفیر ہزاکیسیلینسی شیلا بگے شوبیگسی کی خدمت میں پیش کیا۔ قرآن مجید پیش کرتے وقت مکرم امام صاحب نے فرمایا کہ جرمن قوم نے اسلامی نظام کو سمجھنے میں جو جدوجہد کی ہے۔ نیز آں موصوف نے جرمنی میں تبلیغ اسلام کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے سلسلے میں جو مدد فرمائی ہے اس کی بنا پر جماعت احمدیہ انگلستان بنایت خلوص کے ساتھ قرآن مجید کا تحفہ پیش کر رہی ہے۔ اور امید کرتی ہے کہ آپ اس کے مطالعہ کے لئے ضرور وقت نکالیں گے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ہم قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام پاک سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے کہ دنیا کا امن اور حقیقی فلاح بالآخر اس پر عمل کرنے سے حاصل ہو گی۔

جواباً سفیر موصوف نے فرمایا کہ میں اس تحفہ کو ایک غیر معمولی اعزاز اور اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہوں۔ اور جرمن قوم - حکومت اور خود اپنی طرف سے جماعت احمدیہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس کا مطالعہ نہایت خوشی سے کروں گا۔

—کراچی - ۳ر مئی - مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین جو رخصت پر آئے ہوئے تھے - پھر تبلیغ اسلام کے لئے سپین روانہ ہونے سے قبل ایک بیان میں فرمایا کہ میں سپین میں پہلے بھی سات سال رہ چکا ہوں اس ملک کو اپنا ملک سمجھتا ہوں۔ اور اہل سپین سے محبت رکھتا ہوں۔ اب اہلیہ سمیت جا رہا ہوں۔ اس ملک کا اسلامی تہذیب و تمدن سے گہرا تعلق ہے۔ اہل ہسپانیہ گو مذہباً رومن کیتھولک ہیں مگر باقی یورپ کی نسبت مذہب سے زیادہ محبت اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ جنرل فرانکو کا خاص حفاظتی دستہ مراکش مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ جنرل موصوف ہسپانوی مراکش کے مسلمانوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کا حفاظتی دستہ وہاں کے مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ہسپانیہ میں اسلام کے متعلق بہت دلچسپی پیدا ہو چکی ہے اور پرانا تعصب دور ہو رہا ہے۔ اور اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں آپ نے اپنے اور اپنی اہلیہ محترمہ کے بخیریت منزل مقصود پر پہنچنے اور مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی۔

—کراچی - ۳ر مئی - مبلغ دامریکہ براہ امریکہ مولوی نور الحق صاحب انور شاہد ابن مکرم صوفی علی محمد صاحب نارووالی درویش قادیان بذریعہ طیارہ لندن روانہ ہو گئے۔ آپ وہاں کچھ عرصہ قیام کر کے امریکہ روانہ ہوں گے۔

—کراچی ۳۰ر مئی مسجد احمدیہ مارٹن روڈ میں اس حلقہ کے خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام سیرۃ النبی کے موضوع پر تقریری مقابلہ ہوا - جس میں اول - دوم - سوم آنے والوں (علی الترتیب رانا نذیر صاحب ظفر - اخوند فیاض احمد صاحب اور آفتاب احمد صاحب بسمل) کو انعامات دیئے گئے۔ یہ مقابلہ تقریر کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔

کوئٹہ - حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی تھی کہ احباب اپنے کام کے علاوہ کام کر کے اس کی آمد سلسلہ کی امداد کے لئے بذریعہ "وقار عمل" میں جمع کروایا کریں۔ کوئٹہ میں اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے سرمایہ دیا ہے اور ہر جماعت اپنے سارے خانہ دماہن ساز کمپنی خدام سے صابن بنواتے ہیں۔ سرو موسم میں وہ درس آنے والے احباب کو خدام شام رسیٹ پر چائے پیش کرتے ہیں۔ اور کچھ خدام بوٹ پالش کرتے ہیں۔ آئندہ جرابیں جالے اور پلاسٹک کی آسان صنعت شروع کرنے کی تجویز ہے۔

— لاہور - حضور نے تحریک فرمائی تھی کہ خدام تحریک جدید کے وعدوں اور وصولی میں معاونت کیا کریں۔ اس کے مطابق فروری میں خدام لاہور نے ۲۳-۸-۱۶۹ روپے کے وعدے حاصل کئے جو گذشتہ سال سے قریباً نو ہزار زیادہ ہیں کچھ رقم وصول کر کے اگلی آمد "وقار عمل" میں دی گئی مجلس کے لئے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ ۱۷ر فروری کو حضور نے مجلس کو نصف گھنٹہ کا شرف ملاقات بخشا۔ اور اس لائحہ عمل سے متعلق ہدایات دیں۔ فروری میں حضور نے لاہور میں آکر دو دفعہ جمعہ رتن باغ میں پڑھایا۔ دونوں بار مجلس خدام نے ہر طرح کا انتظام کیا۔ دہلی دروازہ میں جو زمین مسجد کے لئے خرید کی گئی ہے حضور نے فرمایا تھا کہ اس کا سنگ بنیاد رکھ دینا چاہیئے اور حضور نے اس کے لئے ۲۲ر فروری اتوار کا دن مقرر فرمایا تھا۔ مجلس عاملہ خدام نے اس کی بنیاد کھودی حضور کی تقریر کے لئے پنڈال منتخب کر کے بیچ میں انٹوں کی ایک سٹیج بنائی سڑک سے سٹیج تک اور سٹیج سے جائے بنیاد تک اینٹوں کا ایک راستہ بنایا جو قریباً پانچ فٹ لمبا تھا۔ تمام انتظام دریوں شامیانے - قناتوں کا خدام نے کیا اور حفاظت کا مکمل انتظام کیا گیا۔ چنانچہ سڑک سے سٹیج تک معروف اور مخلص خدام کو دو رویہ کھڑا کیا گیا۔ اور اسی طرح وہاں سے جائے بنیاد تک انتظام کیا گیا۔ اس راستہ میں کسی اور شخص کو نہیں آنے دیا گیا۔ حضور دس بجے تشریف لائے حضور نے پہلی زیر تجویز جگہ کی بجائے ایک دوسری جگہ بنیاد کے لئے پسند فرمائی - چنانچہ خدام نے دوران تقریر میں اس کی کھدائی کر لی۔ اور حضور نے وہاں سنگ بنیاد رکھا۔ اور دعا فرمائی۔

اخبار ممالک اسلامیہ

کراچی - پاکستان پارلیمنٹ نے گورنر جنرل کے عہدہ سے فارغ ہونے والے کے لئے دو ہزار روپیہ پنشن دیئے جانے کی منظوری دی ہے۔

— کراچی - سعودی عربیہ کے شاہ سعود نے مجموعی طور پر پچاس لاکھ کا عطیہ پاکستان کو دیا ہے

افغانستان کے ریت والے علاقے میں سرنگ نیچے جہنم ڈارہ اور ہرپہ نینا پانا شہر دریافت کیا گیا ہے۔

— امریکہ نے پاکستان کو سات لاکھ ٹن گندم دینے کا وعدہ کیا تھا۔ چھ لاکھ دس ہزار ٹن مل چکا ہے - چونکہ صورت حال میں اصلاح ہو گئی ہے - اس لئے بقیہ کی درآمد کی ضرورت نہیں رہی۔

تہران میں بوعلی سینا کی ہزار سالہ برسی منائی جا رہی ہے۔ منطق، طبعیات - ریاضیات - علم طب اور شاعری بے نظیر امتیاز رکھتے تھے - وہ ان عدیم المثال اسلامی علماء و فضلاء میں سے تھے - کہ جنہوں نے یورپ کو اسلامی علم و فکر سے بہرہ ور کیا۔ وہ زیادہ تر سائنس دان حیثیت سے جس نے ریاضیات طبعیات اور طب کے شعبوں میں اپنا سکہ بٹھا دیا معروف ہیں۔

— مصر میں ۵۲ اشخاص جن میں سے ایک درجن فوجی افسران ہیں اس عذر پر گرفتار کر لیا گیا ہے کہ وہ "یوم مئی" کے دن کمیونسٹوں سے مل کر حکومت کا تختہ الٹنے والے تھے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کرنل ناصر وزیر اعظم بننے کے بعد اپنی مخالف پارٹی کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ انقلاب نہ ہو - کرنل ناصر نے کہا کہ ایسے عناصر کو جنرل نجیب کی حمایت حاصل تھی۔ اب جنرل نجیب بے دست و پا ہو گئے ہیں - جنرل کی میجر خالد محی الدین نے حمایت کی تھی - جس سے جنرل دوبارہ صدر بن گئے تھے - میجر کو انقلاب کونسل سے نکال دیا گیا ہے۔

— ریاض ۴ر مئی - شاہ سعود نے تجویز پیش کی ہے کہ بیت المقدس میں دنیا کی تمام اسلامی ممالک کے نمائندوں کی ایک کانفرنس بلائی جائے جس کا مقصد تمام اسلامی ممالک کو فلسطین کے سوال پر متحد کرنا اور ارض مقدس میں بیقاعدہ یا باقاعدہ لڑنے والی فوجوں کو امداد دینا ہے - اس قسم کی ایک تجویز وزیر خارجہ پاکستان نے بھی پیش کی تھی - جسے اردن اور شام کی حکومتوں نے اتفاق کیا تھا - اور سفراء عراق و اردن کے ساتھ وزیر اعظم مصر نے اس تجویز پر غور کیا تھا۔

بغداد - کچھ دن ہوئے عراقی پارلیمنٹ کو توڑ دیا گیا تھا۔ اگلے ماہ کی ۹ر کو عام انتخاب ہوں گے

— تہران - بین الاقوامی تیل کمپنیوں کی یہ تجویز حکومت ایران نے رد کر دی ہے کہ کسی بیرونی تیل کمپنی کو ابادان کے تیل صاف کرنے کا انتظام سنبھال لینا چاہیئے۔ حکومت ایران کوئی ایسی تجویز قبول کرنے کو تیار نہیں - جو تیل کو قومی بنانے کے قانون کے منافی ہو۔

— کراچی - مغربی پاکستان کا معیاری وقت مزید آدھ گھنٹہ آگے کر دیا گیا ہے - گویا اب وہ گرینچ کے معیاری وقت سے ۵ گھنٹے آگے ہو گیا ہے۔

کراچی - بین الاقوامی اسلامی اقتصادی تنظیم نے عام اجلاس نے چوہدری ظفر اللہ خاں کو ایک سال کے لئے صدر منتخب کرنے کی منظوری دیدی ہے - کونسل نے مسٹر حسین ملک کو تین سال تک سیکرٹری اور مسٹر رحمٰن (لبنان) کو خازن منتخب کرنے کی منظوری دیدی۔

اس کے دوسرے اجلاس میں پاکستانی وفد کے قائد مسٹر زاہد حسین نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس مشترکہ ادارہ کے ذریعہ ہماری باہمی مساعی کا مقصد یہ ہے کہ مختلف ممالک کے مسلمان ایک دوسرے اور قریب آجائیں اور اپنی معلومات اور تجربات کو یکجا کر کے اپنے وسائل کو اگر ممکن ہو تو علاقائی بنیاد پر ترقی دینے کے ذرائع اور طریقے دریافت کریں تاکہ عوام کا معیار بلند ہو - قائد افغانی وفد نے کہا کہ ایک مسلمان کے لئے کوئی اور چیز اس سے زیادہ مسرت انگیز نہیں کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو اسلام کے مشترک رشتہ کی بنیاد پر ایک جگہ جمع ہوتے - بین الاقوامی اسلامی ادارہ میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے - اپنے اقتصادی تجارتی اور نقل و حمل کے مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے اور ان مسائل کو حل کرنے کے طریقے اور دریافت کرنے کی کوشش کرتے دیکھے - مسٹر شمسی سربراہ قائد ایرانی وفد نے چوہدری صاحب کی صدارت

(باقی صلا پر)

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی حقیقی محبت اور عظمت اپنے دلوں میں پیدا کرو

- اور -

اُسے قومی جذبہ بناؤ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۳۰ - ماہ صلح ۱۳۲۱ ہش

— (۲) —

کھانے پینے کے بارہ میں

ہے۔ سؤر کے متعلق مسلمانوں میں شدید جذبہ ہے مگر شراب کے متعلق اتنا نہیں۔ اگر کسی شراب پیتا دیکھ لیں۔ تو اس سے اتنی نفرت نہیں کرتے لیکن سؤر کی نفرت (؟) مسلمانوں میں نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ بعض مغربی تہذیب کے اثر میں آکر کھا بھی لیتے ہیں۔ مگر ایسے بہت کم ہیں سینکڑوں نوجوان یورپ میں جاکر حلال حرام کی تمیز چھوڑ دیتے ہیں مگر سؤر سے پھر بھی پرہیز کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض ایسے بھی ہیں۔ جو وہاں سؤر بھی کھا لیتے ہیں۔ مگر یہاں آکر اس کا اظہار نہیں کرتے۔ لیکن سینکڑوں ہیں۔ جو وہاں جاکر شراب پیتے ہیں۔ ناچوں وغیرہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اور باقی سب باتیں کرتے ہیں۔ مگر سؤر نہیں کھاتے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں اس کے خلاف شدید جذبہ ہے۔ تو

جب قومی جذبات شدت اختیار کریں

تو قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ کام نہیں کرنا۔ حالانکہ اس سے زیادہ بُرے کام بھی کر لیتے ہیں۔ مسلمانوں میں کئی حرام خور ہیں جو دیانت - چور - ڈاکے مارنے والے اور ظالم بھی ہیں۔ مگر سؤر نہیں کھاتے۔ کیونکہ اس کے خلاف شدید جذبات پیدا کر دیئے گئے۔ اسی طرح ان میں بہت سے ایسے ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی

محبت کا دعوےٰ

کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی محبت نہیں۔ شرک کرتے ہیں۔ قبروں پر جاکر سجدے کرتے ہیں اور غیر اللہ سے مرادیں مانگتے ہیں۔ بلکہ بعض واعظ تو برملا اپنے وعظوں میں کہہ دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے خلاف اگر کوئی بات ہو تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ مگر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ذریعہ نجات کا ہے۔ حالانکہ یہ خدا تعالیٰ

کر چھوڑتا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت قائم کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو قیامت کے روز اس کی شکل دیکھنا بھی پسند نہ کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ایک نظارہ

اس سلسلہ میں ہمارے لئے سبق ہے۔ آپ ایک دفعہ باہر تشریف لے گئے۔ لاہور کا سٹیشن تھا۔ دوست آپ کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے تھے۔ کہ اتنے میں پنڈت لیکھرام بھی وہاں آگئے۔ اور جیسے ادنیٰ بڑے آدمی کو سلام کرتا ہے۔ پنڈت صاحب نے بھی آپ کو سلام کیا۔ مگر آپ نے مونہہ دوسری طرف پھیر لیا۔ پنڈت صاحب نے پھر سلام کیا۔ مگر آپ نے پھر مونہہ پھیر لیا وہ آریہ سماج میں بہت شہرت رکھتے تھے۔ اور یہ فرقہ پنجاب کے ہندوؤں میں بہت طاقت رکھتا ہے۔ اور معزز ترین عہدے ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جماعت کے بعض دوستوں نے خیال کیا۔ کہ یہ بڑا آدمی ہے۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو سلام کیا ہے۔ تو گویا ہماری بڑی عزت قائم ہوئی ہے۔ اور آپ نے جو جواب نہیں دیا۔ تو اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ آپ نے سنا نہیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت رکھتے تھے۔ گو بعد میں پیغامی ہو گئے تھے۔ مگر وفات کے وقت آپ نے اس پر اظہار ندامت بھی کیا اور مجھے دعا کے لئے کہلا کے بھی بھیجا۔ انہوں نے یہ سمجھ کر کہ

آریوں کے لیڈر کا سلام

کرنا بڑی عزت کی بات ہے عرض کیا۔ کہ حضور نے شاید دیکھا نہیں۔ پنڈت لیکھرام صاحب سلام کہتے ہیں۔ یہ جو اس وقت بہت تھا۔ مگر دوسرے دوستوں کی روایت ہے۔ کہ آپ یہ بات سنکر جوش میں آگئے اور فرمایا۔ کہ یہ شخص میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کہتا ہے۔

جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا ہیں۔ اسی طرح

ہمارا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آقا اللہ تعالےٰ ہے

اور وہی اصل ہستی ہے۔ انسان خواہ کتنا بڑا ہو۔ خدا تعالےٰ کی برابری تو نہیں کر سکتا تو چاہیئے تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں غیرت زیادہ ہوتی۔ اور محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس کی نسبت کم۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ حالانکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔

احد کی جنگ میں

جب بعض مسلمانوں کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح شکست سے بدل گئی۔ اور کفار نے پیچھے سے حملہ کر کے مسلمانوں کو تتر بتر کر دیا تو ایسی خطرناک حالت پیدا ہو گئی۔ کہ بعض مسلمانوں نے یہ خیال کیا۔ کہ ہمیں آج کفار تہ تیغ اور نیست و نابود کر دیں گے۔ اس لشکر میں سے بعض تو ایسے گھبرائے۔ کہ بھاگ کر مدینہ جا پہنچے۔ اور یہ بھی مشہور ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی کہ زمین و آسمان ان کے لئے تنگ ہو گئے تھے۔ اور وہ سمجھنے لگے تھے۔ کہ آج ہمارے ٹھکانے کی کوئی جگہ نہیں۔

ایک انصاری

کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ فتح ہونے کے بعد لشکر سے پیچھے چلے گئے۔ انہوں نے کھانا نہ کھایا تھا۔ اور فتح حاصل ہونے کے بعد جب مسلمان کافروں کو قید کرنے لگے۔ تو وہ الگ چلے گئے۔ ان کے پاس کچھ کھجوریں تھیں۔ جو وہ کھانے لگے۔ وہ ٹہلتے ٹہلتے جو آئے۔ تو دیکھا کہ حضرت عمر رضؓ ایک پتھر پر بیٹھے رو رہے ہیں۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا۔ کہ عمر مسلمانوں کو فتح ہوئی ہے۔ اور آپ رو رہے ہیں۔ کیا بات ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ کیا تمہیں پتہ نہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ دشمن نے اچانک پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اور مسلمان تتر بتر ہو گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شہید ہو گئے۔ ان کے پاس دس پندرہ یا بیس جتنی بھی کھجوریں تھیں۔ وہ کھا چکے تھے۔ اور صرف ایک کھجور باقی تھی۔ حضرت عمر رضؓ کی یہ بات سُنی تو اس کھجور کو زمین پر پھینک دیا۔ اور کہا کہ میرے اور خدا تعالیٰ کی جنت کے درمیان اس کھجور کے سوا اور کیا ہے۔ اور پھر حضرت عمر رضؓ کی طرف تعجب سے دیکھا۔ اور کہا۔ کہ عمر! رو کس لئے رہے ہو۔ ہمارا کام یہ ہے کہ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گئے ہیں۔ وہیں ہم بھی جائیں۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچی۔ اور اکیلے ہی دشمن کے لشکر پر جا پڑے۔ اور ایسی بے جگری سے لڑے کہ جنگ کے بعد ان کی لاش بھی ایک جگہ نہ ملی۔ بلکہ ہاتھ کٹا ہوا کہیں سے ملا۔ پاؤں کہیں سے۔ اور دھڑ کہیں سے۔ تو گویا ایسا سخت وقت تھا۔ کہ جو

اسلام کے تاریک اوقات میں سے ایک

تھا۔ مگر جلدی ہی صحابہ رضؓ کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ ان کی غلطی تھی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ آپ کے جو محافظ تھے۔ وہ شہید ہو کر آپؐ کے اوپر گر پڑے تھے۔ اور آپؐ بے ہوش ہو کر ان کے نیچے پڑے تھے۔ صحابہؓ نے آپؐ کو لاشوں کے نیچے سے نکالا۔ اور جوں جوں مسلمانوں کو علم ہوتا گیا۔ وہ آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ مگر پھر بھی ان کی تعداد تھوڑی ہی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ساتھ لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ ابوسفیان نے بڑے تکبر سے آواز دی۔ کہ مسلمانو! کہاں ہے تمہارا محمد؟ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے اُسے مار دیا۔ صحابہ رضؓ جواب دینا چاہتے تھے مگر

آپ نے روک دیا

کفار کو خیال تھا۔ کہ مسلمانوں کے سب لیڈر مارے گئے ہیں۔ اس لئے ابوسفیان نے پھر آواز دی۔ کہاں ہے ابوبکر رضؓ ہے تو بولے۔ صحابہ رضؓ پھر جواب دینا چاہتے تھے۔ مگر آپؐ نے روک دیا۔ پھر اس نے کہا۔ کہ کہاں ہے عمر؟ ہے تو آواز دے۔ حضرت عمر رضؓ تو کہنا چاہتے تھے کہ میں تمہارا سر توڑنے کے لئے یہاں موجود ہوں مگر آپؐ نے فرمایا۔ مت بولو۔ دشمن کو کیوں اپنی اطلاع دیں۔ دراصل ابوسفیان کی غرض یہی تھی کہ مسلمانوں کی خبر معلوم کرے۔ اور پتہ لگائے کہ کون کون زندہ ہے۔ اور کون کون نہیں اور اپنے خیال کو یقین سے بدلنا چاہتا تھے۔ آج کل بھی جنگ میں ایسی خبریں مشہور ہوتی رہتی ہیں جن کی غرض صرف

اطلاع حاصل

کرنا ہوتی ہے۔ شائع مشہور کر دیتے ہیں۔ کہ فلاں جرنیل پکڑا گیا ہے۔ یا فلاں جہاز ڈوب گیا ہے

اور جو نیا یا جبار جس حکومت کا ہوتا ہے وہ خاموش رہتی ہے۔ اس وقت تردید نہیں کرتی۔ لیکن کسی وقت اس کی تردید کر دیتی ہے۔ ایسی غلط خبر مشتبہ کرنے سے دشمن کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ معلومات حاصل کرے۔ کفار کی غرض بھی یہی تھی۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا۔ کہ دشمن کو پتہ دے کر کیوں حملہ کرواتے ہو۔ جب مسلمانوں کی خاموشی سے ابوسفیان نے سمجھ لیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سب کو ہم نے مار دیا ہے۔ تو اس نے بڑے زور سے اپنا

مشرکانہ نعرہ

بلند کیا۔ اور کہا۔ اُعلُ ھبل۔ اعل ھبل یعنی ہمارا ھبل دیوتا بڑی شان والا ہے مسلمان بھلا اس کے مقابل پر کب ٹھہر سکتے تھے۔ یہ بات سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اپنی موت کا اعلان سُنکر خاموش تھے۔ اور اپنے صحابہؓ کو بھی جواب دینے سے روکے ہوئے تھے۔ صحابہؓ سے فرمایا کہ

جواب کیوں نہیں دیتے

چونکہ پہلے کئی بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو روک چکے تھے۔ اس وجہ سے صحابہؓ خیال کرتے تھے کہ شاید ہمیں بولنے کا حکم نہیں۔ اور اس لئے خاموش تھے۔ مگر جب ابوسفیان نے کہا۔ کہ اُعلُ ھبل۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ جواب کیوں نہیں دیتے صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم تو آپ کی وجہ سے خاموش تھے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں جواب دو۔ کہ

اللہ اعلیٰ واجل

یعنی تمہارے ھبل کی کیا حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بلند اور سب سے زیادہ طاقتور ہے۔

دیکھو کس طرح اپنی اور اپنے صحابہؓ کی موت کا اعلان تو برداشت کر لیا۔ مگر جب خدا تعالیٰ کا نام آیا۔ تو اس وقت آپؐ نے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ کہ ہم تھوڑے ہیں۔ اگر دشمن کو پتہ لگ گیا۔ تو وہ حملہ کر کے نقصان پہونچائے گا۔ بلکہ صحابہؓ سے فرمایا کہ جواب دو۔ تو

نسبت کو قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کے خلاف صحابہؓ میں ایسا جذبہ پیدا کر دیا تھا کہ وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ جب آپؐ کی وفات ہوئی۔ تو بعض صحابہؓ نے خیال کیا کہ آپؐ ابھی زندہ ہیں۔ آسمان پر گئے ہیں۔ [illegible] پھر آئیں گے۔ اور یہ خیالات اتنی طاقت پکڑ گئے تھے۔ کہ کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ اس کی تردید کرے۔ حتیٰ کہ جن کے حواس قائم تھے وہ بھی اس کی تردید نہ کر سکتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ مدینہ سے کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت کچھ سنبھل گئی تھی۔ اس لئے آپ کسی کام کے لئے باہر چلے گئے بعض صحابہؓ نے آپ کی طرف آدمی بھیجا۔ آپ کو اطلاع ہوئی۔ تو فوراً واپس آئے۔ اس وقت ایسی حالت تھی۔ کہ

حضرت عمرؓ تلوار لئے کھڑے تھے

کہ جو شخص کہے گا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا اُسے مدنظر رکھتے ہوئے ان کی یہ حالت سمجھ میں آ سکتی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ جب تشریف لائے

تو حضرت عائشہؓ کے گھر میں جو آپ کی بیٹی تھیں چلے گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لاش بھی وہیں پڑی تھی۔ آپ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا۔ کہ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ خاموشی سے جسم اطہر کے پاس پہونچے سر سے کپڑا اٹھایا۔ پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور کہا۔ کہ اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا۔ یعنی ایک تو آپ جسمانی طور پر فوت ہو گئے ہیں۔ اب یہ نہیں ہوگا کہ مسلمانوں میں مشرکانہ عقائد قائم ہو جائیں۔ اور روحانی طور پر آپ کا مشن مر جائے۔ یہ کہہ کر

مسجد میں آئے

حضرت عمرؓ نے آپ کو ٹھہرانا چاہا مگر آپ نے جھٹکا دے کر ان کو پرے ہٹا دیا۔ اور کھڑے ہو گئے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم یعنی اے مسلمانو! محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کتنے ہی محبوب تھے کتنے ہی پیارے تھے۔ ہم آپ کے لئے جانیں دیتے تھے۔ لیکن بہرحال وہ انسان تھے۔ اور جس طرح آپ سے پہلے تمام رسول فوت ہو گئے۔ آپ بھی فوت ہو گئے پھر آپ نے زور سے فرمایا۔ کہ بعض لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی وفات ناممکن ہے۔ لیکن من كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت۔ جو تم میں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا تھا۔ میں اسے علی الاعلان سناتا ہوں۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی پوجا کرتا تھا۔ اسے بتاتا ہوں۔ کہ وہ زندہ ہے۔ اور اس پر موت کبھی نہیں آ سکتی۔ یہ اعلان تھا۔ جسے سنکر کسی کے دل میں بھی وہ وسوسہ باقی نہ رہا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ جاہلانہ خیال قرآن کریم کی روشنی میں نہیں ٹھہر سکتا۔

حضرت عمرؓ جو تلوار لے کر کھڑے تھے

اور بولتے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جس طرح آپ سے پہلے تمام رسول فوت ہو گئے آپ کے لئے بھی موت مقدر ہے۔ افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم کیا اگر آپ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں۔ تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت قرآن کریم میں پہلے نہ تھی۔ اور اب نئی نازل ہوئی ہے۔ اور مجھے سمجھ آ گئی کہ واقعی آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اور یہ خیال آتے ہی میری ٹانگیں کانپنے لگیں۔ اور باوجود تلوار کا سہارا ہونے کے میں زمین پر گر گیا تو یہ

صحابہ کا ایک نمونہ

ہمارے سامنے ہے۔ کس قدر عشق ان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا۔ کیا آج کے مسلمان اس کا کوئی نمونہ پیش کر سکتے ہیں اس عشق کی مثال قومی لحاظ سے قطعاً کہیں نہیں ملتی۔ کیا شاندار وہ قربانیاں ہیں۔ جو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر ان لوگوں نے کیں۔ اس

عشق کی مثالیں

بہت سی ہیں۔ ایک دفعہ ایک صحابی جنگ میں کفار کے ہاتھوں قید ہو گئے۔ کئی مسلمان پکڑے گئے۔ جن میں سے ایک وہ بھی تھے دشمن نے انہیں مکہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا خریدنے والوں کے کسی رشتہ دار کو انہوں نے قتل کیا ہوا تھا۔ اس لئے انتقام لینے کی خاطر انہوں نے انہیں خرید لیا۔ تا قتل کر کے اپنے کلیجہ کو ٹھنڈا کریں۔ وہ انہیں طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے۔ ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال رکھی تھیں۔ ایک دن انہیں کہا۔ کہ کیا تم یہ پسند کرو گے۔ کہ تمہاری جگہ یہاں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہماری قید میں ہوں۔ اور تم گھر میں اپنے بیوی بچوں میں آرام سے بیٹھے ہو۔ یہ کیسا

نازک وقت

ہوتا ہے۔ جب انسان سمجھتا ہے۔ کہ میں دشمن کے قابو میں ہوں اور وہ جو چاہے مجھے تکلیف پہونچا سکتا ہے۔ قیدی کی طاقت ہی کیا ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے پکڑنے والوں کے سامنے جواب دے سکے۔ مگر وہ صحابی کفار کی یہ بات سنکر حقارت کی ہنسی ہنسے۔ اور جواب دیا۔ کہ تمہیں میرے جذبات کا علم ہی نہیں۔ تم کہتے ہو کہ مجھے یہ پسند ہے یا نہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہاں تم لوگوں کی قید میں ہوں۔ اور میں آرام سے گھر میں بیٹھا ہوں میں تو یہ بھی پسند نہیں کر سکتا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ہی ہوں۔ اور ان کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے اور میں گھر میں بیوی بچوں کے پاس آرام سے بیٹھا ہوں۔ غرض یہ شدید عشق تھا جو ان لوگوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔ اسی

اُحد کی جنگ کا ایک اور واقعہ

ہے۔ ایک صحابی جنگ میں زخمی ہوئے جب کفار میدان سے ہٹ گئے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ کہ زخمیوں کو دیکھو۔ صحابہ تلاش کرنے لگے۔ ایک انصاری رئیس زخمی پڑے تھے۔ ان کی حالت ایسی تھی۔ کہ چند منٹ میں ہی فوت ہونے والے تھے۔ ایک صحابی دیکھتے دیکھتے ان کے پاس پہنچے۔ اور بیٹھ گئے۔ حال دریافت کیا۔ اور کہا کہ کوئی پیغام اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو دینا ہو تو دے دو۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہاں میں اسی انتظار میں تھا۔ کہ کوئی مسلمان ملے۔ تو اس کے ہاتھ پیغام بھیجوں۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ

موت کا وقت

گھر میں بھی کیسا سخت ہوتا ہے۔ مرنے والے کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ چند منٹ بھی اور مل جائیں تو بیوی بچوں اور بہن بھائیوں سے کوئی اور بات کر لوں۔ ان کے لئے کوئی وصیت کر جاؤں لیکن وہ صحابی بیوی بچوں کے پاس نہیں تھے۔ گھر میں نہیں پڑے تھے۔ کسی ہسپتال میں نرم بستر پر نہیں لیٹے تھے۔ بلکہ پتھریلی زمین پر پڑے تھے۔ مگر ایسی حالت میں بھی انہوں نے یہ پیغام نہیں دیا۔ کہ میری بیوی کو سلام دینا اور اُسے کہنا کہ بچوں کی اچھی طرح پرورش کرے۔ یا یہ کہ میری جائداد اس رنگ میں تقسیم ہو۔ یا فلاں فلاں جگہ میرا مال ہے وہ لے لیا جائے۔ بلکہ کہا تو یہ کہا کہ میرے بچوں اور بھائیوں کو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس

خدا تعالیٰ کی قیمتی امانت

ہیں۔ میں نے جب تک جان میں جان تھی۔ اسے قربان کر کے بھی اس امانت کی حفاظت کی۔ اور اب اپنے عزیز بھائیوں اور بچوں کو میری آخری وقت کی یہ

وصیت ہے کہ وہ بھی اپنی جانوں کے ساتھ اس امانت کی حفاظت کریں۔ اور یہ کہہ کر دم توڑ دیا ذرا

اس حالت کا نقشہ

اپنے ذہنوں میں کھینچو۔ تم میں سے ہر ایک نے مرنے والوں کو دیکھا ہوگا۔ کسی نے اپنی ماں کو کسی نے باپ کو کسی نے بھائی بہن کو مرتے دیکھا ہوگا خدا وہ نظارہ تو یاد کرو۔ کہ کس طرح اپنے عزیزوں کے ہاتھوں میں اور گھروں میں اچھے سے اچھے کھانے کھا کر اور ادویہ کھا کر اور علاج کروا کر اور خدمت کرا کر مرنے والوں کی حالت کیا ہوتی ہے۔ اور کس طرح گھر میں قیامت بپا ہوتی ہے۔ اور مرنے والوں کو سوائے اپنی موت کے کسی دوسری چیز کا خیال تک بھی نہیں ہوتا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کے دلوں میں ایسا عشق پیدا کر دیا تھا۔ کہ انہیں آپؐ کے مقابلہ میں کسی اور چیز کی پرواہ نہ تھی۔ مگر

یہ عشق صرف اس وجہ سے تھا

کہ آپ خدا تعالےٰ کے پیارے ہیں۔ آپ کے محمدؐ ہونے کی وجہ سے یہ عشق نہ تھا۔ بلکہ آپؐ کے رسول اللہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ وہ لوگ دراصل خدا تعالےٰ کے عاشق تھے۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کرتا تھا۔ اس لئے آپ کے صحابہ آپ سے پیار کرتے تھے۔ اور یہ تو مردوں کے واقعات ہیں۔

عورتوں کو دیکھ لو

ان کے دلوں میں بھی آپؐ کی ذات کے ساتھ کیا محبت اور کیا عشق تھا۔ احد کی جنگ کا ہی ایک اور واقعہ ہے۔ اس جنگ میں مشہور ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو عورتیں اور بچے بھی گھبراتے ہوئے شہر سے باہر نکل آئے۔ اور احد کی طرف چل پڑے۔ احد مدینہ سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب وہ ادھر جا رہے تھے۔ تو اس وقت

مسلمانوں کا لشکر

بھی واپس آ رہا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ساتھ تھے۔ ایک سوار آگے آ رہا تھا۔ جب وہ ایک عورت کے پاس سے گزرا تو اس نے دریافت کیا۔ کہ بھائی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے۔ وہ چونکہ آپؐ کو دیکھ کر آیا تھا۔ اور جانتا تھا۔ کہ آپؐ بخیریت ہیں۔ اور اس وجہ سے اس کا دل مطمئن تھا۔ اس لئے اس عورت کے سوال کی طرف توجہ نہ دیا۔ اور کہا کہ بہن بڑا افسوس ہے۔ تمہارا باپ جنگ میں مارا گیا۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے تو باپ کا نہیں پوچھا۔ میں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا ہے۔ مگر اس کا دل چونکہ مطمئن تھا۔ اس نے پھر اس عورت کے سوال پر توجہ نہ دی اور کہا کہ افسوس ہے۔ تمہارا بھائی بھی مارا گیا اس نے کہا کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے

مگر وہ چونکہ جانتا تھا۔ کہ آپؐ خیریت سے ہیں اس لئے پھر کہا کہ تمہارا خاوند بھی شہید ہو گیا مگر اس عورت نے پھر کہا۔ کہ تم مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاؤ۔ میں کچھ اور نہیں پوچھتی۔ اس نے کہا۔ کہ وہ تو خیریت سے ہیں۔ یہ سن کر اس عورت نے کہا کہ پس پھر مجھے کسی کے مرنے کی کوئی پرواہ نہیں۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں تو ہر چیز میرے لئے زندہ ہے۔ دیکھو کس طرح ایک عورت کے سے اس کے بھائی باپ اور خاوند پیارے ہوتے ہیں لیکن وہ سارے کے سارے مارے جاتے ہیں مگر اسے یہ بھی سمجھ نہیں آتی۔ کہ وہ صحابی اس کے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ یہ محبت تھی۔ جو خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی تھی۔ مگر باوجود اس کے وہ

خدا تعالےٰ کو ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے

اور یہی توحید تھی۔ جس نے ان کو دنیا میں ہر جگہ غالب کر دیا تھا۔ خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں وہ نہ ماں باپ کی پرواہ کرتے تھے۔ اور نہ بہن بھائیوں کی۔ اور نہ بیویوں یا خاوندوں کی۔ ان کے سامنے ایک ہی چیز تھی۔ اور وہ یہ کہ ان کا خدا ان سے راضی ہو جائے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے رضی اللہ عنہم فرما دیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر مقدم کر لیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو مقدم کیا۔ مگر

بعد میں مسلمانوں کی یہ حالت نہ رہی

اور اب اگر ان کا اللہ تعالےٰ سے تعلق ہے تو محض زبانی ہے۔ دل کا نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اگر ان کے سامنے کیا جائے تو ان کے دلوں میں محبت کی تاریں ہلنے لگتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کے ذکر پر بھی یہ تاریں ہلتی ہیں۔

ابھی محرم گذرا ہے

شیعہ تو اس پر امام حسینؓ کا ماتم کرتے ہیں اور سُنّی بھی ان کے ذکر پر جوش میں آ جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کے ذکر پر ان کے دلوں میں محبت کی کوئی تار نہیں ہلتی۔ حالانکہ انہیں سوچنا چاہیئے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر قیمتی وجود ہیں۔ تو یہ قیمتی وجود ہمیں کس نے دیا۔ یہ ہمارے رب نے ہی دیا تھا۔ جو شخص موتی کو یاد رکھتا ہے مگر اس کے دینے والے کو بھول جاتا ہے اس سے زیادہ کافر نعمت اور کون ہو سکتا ہے۔

حقیقی ترقی

اللہ تعالےٰ کی محبت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ مگر چونکہ مسلمانوں نے خدا تعالےٰ کی محبت کو قومی جذبہ نہ بنایا۔ اس لئے وہ ان میں سرد ہو گئی۔

پس میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس جذبہ کو اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ یہ

تمام نیکیوں کی جڑ

ہے۔ اگر کسی کو جھوٹ کی عادت ہے تو اس لئے کہ خدا تعالےٰ کی محبت اس کے دل میں پوری نہیں۔ اگر بددیانتی ہے تو اسی لئے کہ خدا تعالیٰ کی محبت کامل نہیں۔ باقی انبیاء کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی لئے آئے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ کی محبت دلوں میں قائم کریں۔ اور جب یہ جذبہ کسی قوم میں پیدا ہو جائے۔ تو سب باتیں خود بخود درست ہو جاتی ہیں۔ جس دل میں خدا تعالیٰ کی محبت ہو۔ وہ ایک قیمتی موتی ہوتا ہے اور جس طرح تم میں سے کوئی بھی قیمتی موتی کو پاخانہ میں نہیں پھینکتا۔ اللہ تعالےٰ بھی اس دل کو جس میں اس کی محبت ہو۔ گندگی میں نہیں پھینکتا۔ پس اپنے دلوں میں بھی اس جذبہ کو پیدا کرو۔ اور جماعت میں بھی اسے پیدا کرو۔

ہماری جماعت کے مبلغ اور واعظ

جب بھی موقعہ ملے۔ خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کی عظمت دلوں میں قائم کریں اور یہ آگ اس طرح ہر دل میں لگی ہوئی ہو۔ کہ تمہیں بھی اور تمہارے گرد و پیش رہنے والوں کو بھی جلاتی رہے۔ یہی نقطہ مرکزی ہے خدا تعالےٰ سے آنے والے سب دینوں کا۔ جس دین میں

خدا تعالےٰ کی محبت

نہیں وہ دین مردہ ہے۔ جس دل میں خدا تعالےٰ کی محبت نہیں۔ وہ دل مردہ ہے۔ اور جس قوم میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں وہ قوم مردہ ہے۔ نہ وہ مذہب کسی کو نجات دلا سکتا ہے جس میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں۔ اور نہ وہ دل نجات پا سکتا ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی محبت نہیں۔ اور نہ وہ قوم دنیا میں کوئی کام کر سکتی ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی محبت نہیں۔ اور نہ وہ قوم دنیا میں کوئی کام کر سکتی ہے جس قوم میں خدا تعالیٰ کی محبت نہ ہو۔ پس اللہ کی محبت دلوں میں پیدا کرو۔ اس جذبہ کو قومی جذبہ بناؤ۔ پھر سب کمزوریاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ وہ انسان بھی کیا انسان ہے جو صبح اٹھتا اور اپنے دنیوی کام کاج میں لگ جاتا ہے۔ اور جب رات ہوتی ہے۔ سو جاتا ہے۔ اور دن رات میں ایک منٹ بھی

خدا تعالیٰ کی محبت کی چنگاری

اس کے دل میں نہیں سلگتی۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کے وجود کا خیال کر کے بھی سر سے پیر تک جسم میں رعشہ طاری ہو جانا چاہیئے۔ اور قلب کی تار تار ہل جانی چاہیئے۔ آج دنیا میں کسی نے امام کی محبت کو قومی جذبہ بنا لیا ہے۔ کسی نے ختم نبوت کے غلط معنے کر کے اسے قومی جذبہ بنا لیا ہے۔ کسی قوم نے سوراج کو اپنا قومی جذبہ بنا لیا ہے۔ مگر

میں احمدیوں سے کہتا ہوں

کہ تمہارا قومی جذبہ خدا تعالےٰ کی محبت ہونا چاہیئے۔ اور تمہارے اندر سے خدا تعالےٰ کی محبت کی ایسی چنگاریاں نکل رہی ہوں۔ کہ تمہارے گرد و پیش رہنے والے بھی اس آگ سے جلنے لگیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ آگ جلے اس میں سے چنگاریاں نہ نکلیں۔ اس لئے جب تم اس آگ کو روشن کرو گے۔ تو وہ تمہارے گرد و پیش رہنے والوں کو بھی جلانے لگے گی۔ جب تم خدا تعالےٰ کی محبت کو قومی جذبہ بنا لو گے۔ تو تمہارے ارد گرد ایسی دیوار قائم ہو جائے گی۔ کہ جسے توڑ کر شیطان اندر نہ آ سکے گا۔ اور کوئی ہلاک کرنے والی بلا اندر نہ آ سکے گی۔ اور یہ ایسا پاک مقام ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ اس سے جدا رہنا کبھی پسند نہیں کرے گا۔ دنیا کو دیکھو۔ اور دنیا داروں کے جذبات کو دیکھو۔ اور ان جذبات کے لئے جو وہ قربانیاں کر رہے ہیں۔ ان کو دیکھو۔ اور ان سے سبق حاصل کرو۔ ان کے جذبات بالکل ادنےٰ اور معمولی ہیں۔ لیکن تمہارا خدا جو تمہارا معشوق ہونا چاہیئے۔

حسین ترین وجود

ہے۔ پس اس سے تمہاری محبت بہت زیادہ ہونی چاہیئے۔ اور اس محبت میں بہت زیادہ جوش اور بہت زیادہ گرمی ہونی چاہیئے۔ ایسی گرمی اور ایسا جوش۔ کہ اس کی مثال دنیا کی اور محبتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔ (الفضل مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۵۳ء)

مجلس مشاورت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی اختتامی تقریر

اپنی اصلاح کرو۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ اور خدمت خلق میں نمایاں حصہ لو

مجلس شوریٰ کے تیسرے دن کی مختصر روئیداد

(۳)

سب کمیٹی تعلیم و تربیت کی رپورٹ

مکرم چوہدری فضل احمد صاحب نائب ناظر تعلیم و تربیت نے سب کمیٹی تعلیم و تربیت کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل احباب نے اظہار رائے فرمایا۔

مکرم اختر صاحب نمائندہ لجنہ اماء اللہ۔ چوہدری اسداللہ خان صاحب لاہور۔ ملک احسان اللہ صاحب لاہور۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب۔ چوہدری بشیر احمد صاحب ربوہ۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب جہلم۔ مولوی صدیق صاحب ربوہ۔ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور۔ مولوی عبدالرحمٰن بشر ڈیرہ غازیخاں۔

بالآخر سب کمیٹی تعلیم و تربیت کی سفارشات کے متعلق یہ فیصلہ ہوا۔

(۱) جو سفارشات نظارت تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان پر نظارت بنا اپنے وسائل کے مطابق عمل کرے اور کرائے۔ جماعتیں اس کے ساتھ پورا تعاون کریں گی۔

(۲) جن تعلیمی سکیموں کا ایجنڈے میں ذکر ہے۔ چونکہ ان کی تفصیل شوریٰ میں پیش نہیں کی گئی۔ اس لئے ان کے متعلق شوریٰ کے نمائندے اظہار رائے سے قاصر ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اختتامی تقریر

اب چونکہ ایجنڈے پر درج شدہ تمام تجاویز پر شوریٰ میں غور ہو چکا تھا۔ اس لئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ حضور اختتامی تقریر اور دعا کے لئے پھر شوریٰ میں تشریف لائے۔ اور نمائندگان سے خطاب فرمایا۔ جس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حضور نے صدر انجمن احمدیہ سے تعلق رکھنے والے بعض امور کے متعلق ہدایات دینے کے بعد فرمایا۔ اس وقت ملک میں ہمارے خلاف بہت سی غلط فہمیاں پھیلا دی گئی ہیں۔ بہت سے ایسے الزامات ہم پر لگائے جاتے ہیں۔ جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ

اگر حضرت مرزا صاحبؑ کے لائے ہوئے اصولوں کو مانا جائے۔ تو محض اس لئے کہ ہمیں ان میں اسلام کا فائدہ نظر آتا ہے۔ مثلاً حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدے کو حضرت مرزا صاحب نے قرآن مجید کی رو سے باطل قرار دیا۔ اور یہ ایک بڑی واضح اور صاف بات ہے۔ کہ عقیدہ حیات مسیح اسلام کی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا اور عیسائیت کو تقویت دینے کا موجب ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں نسخ آیات کے عقیدہ کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تردید فرمائی ہے اور ایک معمولی عقل کا انسان بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس عقیدہ سے قرآن مجید کی شرعی حیثیت کو سخت دھکا لگتا ہے۔ اور نسخ کے اصول کو ماننے سے قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی قابل اعتماد نہیں رہتا۔ اسی طرح اگر ہم نے حضرت مرزا صاحب کے کہنے پر یہ مان لیا۔ کہ اللہ تعالےٰ جس طرح پہلے بولتا تھا۔ اسی طرح اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور یہ کہ جہاد کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے۔ کہ تلوار کے زور سے دوسروں کو مٹانے اور اسلام کو پھیلانے کی کوشش کی جائے کیونکہ اس طرح خود مسلمانوں پر بھی دشمنانِ اسلام کو ظلم کرنے کا راستہ کھلتا ہے۔ تو بتاؤ آخر اس عقیدہ سے اسلام کی ہتک ہوتی ہے یا عزت قائم ہوتی ہے۔ پس ہمارے خلاف سراسر غلط الزامات لگائے جاتے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ ان الزامات کا ازالہ کرو۔ بے شک ہم اس وقت ملکی فضا کے پیش نظر پاکستان کے مسلمانوں میں تبلیغ نہیں کرتے۔ لیکن اگر کوئی اعتراض کرتا ہے۔ اور الزام لگاتا ہے۔ تو اس کا جواب دینے سے دنیا کا کوئی معقول آدمی ہمیں روک نہیں سکتا۔

ہمیشہ مظلومیت جیتا کرتی ہے

حضور نے فرمایا۔ اس وقت تم مظلوم ہو۔ اور دنیا کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ ہمیشہ مظلومیت ہی جیتا کرتی ہے۔ پس مظلومیت سے مت گھبراؤ بلکہ اسے ظاہر کرو۔ انسان کی فطرت اللہ تعالےٰ نے نیک بنائی ہے۔ اگر تم اپنی مظلومیت کو لوگوں پر ظاہر کرو گے۔ تو خود ظلم کرنے والوں کے سپاہی بند ان کو ملامت کرنے لگ جائیں گے۔ پس ظلم ہونے دو۔ اگر تمہارے پاس اس ظلم کا ازالہ کرنے کی طاقت نہیں۔ تو نہ سہی اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرلو۔ پس اپنی مظلومیت کو ظاہر کرو۔ جو اعتراض کرے اس کا جواب دے کر اس کی غلط فہمی کو دور کرو۔ مرکز کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ رکھو۔ اپنی اصلاح کرو۔ خدمت خلق میں حصہ لو۔ اور اتنا نمایاں حصہ لو۔ کہ دنیا اپنے لئے تمہیں ایک مفید اور نافع الناس وجود تسلیم کرنے اور ساتھ ہی ساتھ دعاؤں پر زور دو۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہاری کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں جو استعداد عطا فرمائی ہیں۔ اگر تم اللہ تعالےٰ پر توکل کرتے ہوئے انہیں عقل اور فہم و فراست کے ساتھ استعمال کرو گے۔ تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید تمہیں حاصل ہو جائے گی۔ اور جب اس کی مدد اور تائید تمہیں حاصل ہو۔ تو پھر دنیا تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

پونے دو بجے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقریر ختم فرمائی۔ اور پھر مجمع سمیت لمبی دعا فرمائی دعا کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کا یہ سالانہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس دفعہ مجلس مشاورت میں کل ۳۳۴ نمائندگان نے شرکت فرمائی۔ اور مجلس کا اجلاس لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں منتخب شدہ نمائندگان ٹکٹوں کے ذریعہ داخل ہوتے تھے۔

(خورشید احمد)

الفضل لاہور مورخہ ۲۷ شہادت ۱۳۴۳ ہش

ممالک اسلامیہ بقیہ صس

تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ تقریر آتی جامع اور معلومات افزا تھی کہ اب میرے لئے اور کچھ کہنا لا حاصل ہے۔ عراقی وفد کے قائد نے کہا کہ جب تک ایک صحیح منصوبہ تیار نہ کیا جائے قومی پیداوار اور معیار زندگی کو بلند کرنے میں قومی وسائل سے مؤثر طور پر فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

— لاہور۔ ۱۳ راپریل۔ ملک فیروز خان نون وزیر اعلیٰ پنجاب نے حسب ذیل بیان جاری کیا ہے:۔

"پریس کانفرنس میں نے جو بیان دیا تھا۔ اس سے عوام نے یہ تاثر لیا ہے کہ میں کسی ایسے شخص کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا جسے تحقیقاتی عدالت نے اس کی کسی فروگذاشت یا خطا پر فسادات کا ذمہ دار ٹھہرایا ہو۔ حالانکہ میرے کہنے کا یہ مطلب تھا کہ میں کسی شخص کے خلاف خود اپنی تحریک پر کوئی قدم نہیں اٹھا رہا ہوں۔ تاکہ میری اس کارروائی کو کسی شخص کے خلاف انتقامی سزا پر محمول نہ کیا جائے۔ میں عوام کو یقین دلانا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے کچھ عرصہ قبل ایوان اسمبلی میں بھی کہا تھا کہ ان تمام اشخاص کے خلاف جو قصوروار ہوں گے مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اب چونکہ اس رپورٹ کا متعلقہ حکام جائزہ لے رہے ہیں۔ اس لئے میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بلا کسی استثناء کے ان کے فیصلہ پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا۔

— کراچی ۱۴ رمئی۔ حکومت پاکستان نے مارشل لاء کے ۱۰۵ قیدیوں کی رہائی کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ ان قیدیوں کی کل تعداد ۱۲۷ تھی۔

— حکومت پاکستان نے روس کا احتجاج رد کر دیا ہے۔ روس نے کہا تھا کہ امریکی فوجی امداد کا مطلب یہ ہوگا کہ پاکستانی فوج غیر ملکی کمان میں چلی جائے گی۔ پاکستان نے اپنے نوٹ میں کہا ہے۔ کہ فوجی امداد لینا پاکستان کا داخلی معاملہ ہے اور روس کا یہ خیال صحیح نہیں کہ فوجی امداد لیکر پاکستان اپنے فوجی اڈے امریکہ کے حوالے کر دیئے ہیں اس امر کی تردید بھی کی ہے کہ (۱) پاکستانی فوج میں امریکی مشیر مقرر کئے جا رہے ہیں (۲) روس کے خلاف ایک فوجی بلاک بنایا جا رہا ہے۔

— ڈھاکہ۔ متحدہ محاذ کے رہنما مولانا بھاشانی نے تقریر میں کہا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو مل جل کر وطن کی خدمت کرنی چاہیئے۔

— لاہور۔ ملک محمود الحق نے گداگروں کے لئے محتاج خانہ قائم کرنے کے لئے چار لاکھ روپیہ بطور قرض حسنہ دینے کی پیشکش کی ہے۔

احرار مسلم لیگ کی تمام سرکردہ شخصیتوں پر کیچڑ اچھالتے رہے۔ ان کے نزدیک قائد اعظم کافر اعظم تھے

جماعت اسلامی اس بات سے ڈرتی رہی کہ کہیں وہ اپنی ہر دلعزیزی نہ کھو بیٹھے

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا پانچواں باب

(دوسرے صفحے سے پیوستہ)

جماعت اسلامی کا موقف

مجلس عمل کی ۲۶ فروری کی کارروائی میں پہلے ڈکٹیٹر کی گرفتاری کے امکان کا جو واضح حوالہ موجود ہے اس سے ظاہر ہے کہ تحریک کے رہنماؤں کی گرفتاری ناگزیر ہو چکی تھی۔ اور خود ان رہنماؤں کو بھی اس بارے میں کوئی شک نہیں تھا۔ گرفتاریوں کے بعد جو واقعات ہوئے۔ نہ صرف ان کے رہنماؤں کو ان کی پوری توقع تھی۔ بلکہ ان اقدامات کی بھی پوری توقع تھی۔ جو عوام کا احتجاج اور مظاہرین سے نمٹنے کے لئے حکومت عمل میں لائی۔ اس لئے جماعت کو اس پر اصرار زیب نہیں دیتا۔ کہ چونکہ ان فسادات کو دبانے کے لئے جو خطرناک صورت اختیار کر رہے تھے۔ حکومت نے طاقت استعمال کی۔ اس لئے سارا الزام اس پر آتا ہے۔ سید فردوس شاہ کو ایک پرجوش ہجوم نے چار تاریخ کی شام کو مسجد وزیر خان کے اندر یا باہر ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ آئندہ حادثات کا پیش خیمہ تھا۔ لیکن اس کے بعد بھی جماعت اسلامی نے اس وحشیانہ قتل پر افسوس یا ناپسندیدگی کے اظہار کے لئے ایک لفظ تک نہ کہا۔ اس کے برعکس جماعت کے بانی نے اس تنظیم آگ پیش قادیانی مسئلہ پھینکا۔ ہمارا خیال ہے۔ ہم یہ کہہ کر جماعت کی ذہنیت کا بڑی صحت سے جائزہ لے رہے ہیں کہ ڈائرکٹ ایکشن کرنے کے لئے جو پروگرام وضع کیا گیا تھا۔ جماعت اسلامی اگرچہ اس کو مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ تاہم وہ سارا وقت اس بات سے ڈرتی رہی کہ اگر اس نے اپنے حقیقی اور دیانتدارانہ نظریات عوام کے سامنے رکھ دیئے۔ تو وہ ہر دلعزیزی کھو بیٹھے گی۔ اس لئے جماعت اسلامی اپنی ذہنیت اور موقف میں کسی دوسری سیاسی شخصیت یا جماعت سے مختلف نہیں تھی۔ اور کوئی ایسا کام کرنے سے جو اس کو عوامی تنقید کا باعث بنا ڈالے اسی کی طرح ڈرتی تھی۔

غلط توجیہ

جماعت اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی طرف سے یہ توجیہ پیش کی گئی ہے۔ کہ مجلس عمل کا جو اجلاس ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کی شام کو کراچی میں منعقد ہوا تھا۔ وہ بے ضابطہ اور غیر آئینی تھا اور اس کے بعد جو بات کی گئی وہ خلاف ضابطہ تھی۔ ہمیں اس توجیہ میں کوئی جان نظر نہیں آتی۔ اگر سوال صرف جماعت اسلامی اور مجلس عمل کی دوسری جماعتوں کے درمیان ہوتا۔ اور عدالت سے یہ مطالبہ کیا جاتا۔ کہ وہ کارروائیوں میں آئینی پہلو کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر کرے۔ جس میں فریقین کے درمیان کسی حق یا ذمہ داری کے عائد کرنے کا تعین کرنا ہوتا۔ تو غالباً ہم جماعت اسلامی سے اتفاق کرتے لیکن ہمارے سامنے جو کارروائیاں ہیں۔ ان کے خلاف ضابطہ یا غیر آئینی ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جماعت اسلامی نے مجلس عمل پنجاب اور مرکز کی مجلس دونوں میں اپنا نام شامل کیا تھا اس لئے یہ راست اقدام کی قرارداد میں شریک تھی۔ اور مجلس عمل کے ۲۲ فروری کے اجلاس میں بھی رضاکاروں کے بھیجنے اور لائحہ عمل کی تکمیل کے لئے ایک ڈکٹیٹر کے تقرر کا فیصلہ ہوا تھا۔ اس میں جماعت کا نمائندہ ایک فریق تھا۔ اس لئے یہ نکتہ تحقیقات میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

میانوالی کے غلام صادق اور سرگودھا کے غلام احمد شاہ مارشل لاء کے نفاذ کے کافی دیر بعد جماعت سے خارج کیا گیا تھا۔ اور اس سے کسی طرح جماعت کی پوزیشن بہتر نہیں ہوتی۔ متعدد اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں اور پولیس سپرنٹنڈنٹوں نے جو خفیہ رپورٹیں پیش کیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جماعت اسلامی کے ارکان نے فسادات میں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر منٹگمری نے ۲۸ مارچ ۱۹۵۳ء کی ڈائری میں سلطان احمد کا ذکر کیا ہے۔ اور اسی ضلع سے جماعت کے ایک اور کارکن محمد حسین کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جسے گرفتار بھی کیا گیا۔ گوجرانوالہ اور راولپنڈی کے اضلاع کے پولیس سپرنٹنڈنٹوں کی رپورٹوں میں بھی جماعت کے ارکان کی سرگرمیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

احرار کی تخلیق

احرار کی تخلیق و تشکیل اور سرگرمیوں کا پورا بیان اس رپورٹ کے کسی ابتدائی حصہ میں درج ہے۔ ان کی پالیسی کا سب سے بڑا اصول یہ ہے۔ کہ کسی کے پیچھے نہ چلا جائے۔ اسی اصول کی بنا پر وہ کانگرس سے آنکھ لڑاتے رہے۔ مسلم لیگ سے ان کے تعلقات بھی خوشگوار نہ تھے۔ اور اس کا پاکستان بھی ان کے لئے قابل قبول نہیں تھا۔ جس زمانے میں مسلم لیگ قائد اعظم کی راہنمائی میں قیام پاکستان کی جد وجہد کر رہی تھی۔ احرار مسلم لیگ کی تمام سرکردہ شخصیتوں پر کیچڑ اچھالتے۔ انہیں گندی گالیاں دیتے۔ اور ان پر غیر اسلامی زندگی بسر کرنے کا الزام دھرتے تھے۔ ان کے نزدیک اسلام ایک ایسا ہتھیار تھا جسے اپنے حریفوں کو شکست دینے کے لئے کبھی اٹھا لیتے اور کبھی ڈال دیتے۔ جہاں تک کانگرس سے ان کے تعلقات کا واسطہ تھا۔ ان میں وطن پرستی ان کا مسلک تھا۔ اور مذہب کی حیثیت محض انفرادی معاملہ کی تھی۔ لیکن جب مسلم لیگ سے ان کا مقابلہ ہوا۔ تو ان کے پیش نظر صرف تھا۔ جس کی انہیں بزعم خویش خدا کی طرف سے اجارہ داری ملی ہوئی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ مسلم لیگ اسلام سے نہ صرف بیگانہ ہے۔ بلکہ اس کی کھلی دشمن ہے۔ ان کے نزدیک قائد اعظم "کافر اعظم" تھے۔ اسلامی طرز زندگی کیا ہے! اس کا جواب وہ سمجھتے تھے۔ کہ وہ خود ہی جانتے ہیں۔ اور ان کے مقابلے میں مسلم لیگ کا ہر رکن رسوا کن حد تک غیر مذہبی زندگی بسر کر رہا ہے۔ مسلم لیگ کو وہ اسلام کے ہتھیار سے کس طرح شکست دینے کی کوشش کر رہے تھے؟ اس کا جواب احرار رہنما مولانا مظہر علی اظہر کے بعض بیانات سے ظاہر ہے۔ یہی وہ صاحب ہیں جن سے قائد اعظم کو "کافر اعظم" قرار دینے والا شعر منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ بظاہر شیعہ ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک "مدح صحابہ" جان سے عزیز تر ہے۔ لکھنؤ میں جن دنوں شیعہ سنی جھگڑے ہوئے انہوں نے اور ان کے صاحبزادے نے یہی نعرہ لگایا۔ جس سے ہر شیعہ مشتعل ہو جاتا ہے باپ بیٹا دونوں شیعہ سنی فساد کی آگ کو ہوا دینے کے لئے لاہور سے لکھنؤ گئے۔ لاہور میں بھاٹی دروازے سے باہر احرار کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔ میں گذشتہ دو تین مہینے سے مسلم لیگ سے پوچھ رہا ہوں۔ کہ پاکستان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کا احترام ہوگا یا نہیں۔ لیکن مجھے اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ انہوں نے کہا۔ کانگرس کے زیر اقتدار صوبوں میں جہاں ابھی تک حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور لیگ کو کوئی طاقت حاصل نہیں۔ لیگی صحابہ کا نام احترام سے لینے کی اجازت نہیں دے رہے۔ مولانا مظہر علی اظہر نے کہا۔ اگر اقتدار لیگ کو سونپ دیا گیا۔ تو صورت حال وہی ہوگی۔ جیسے لکھنؤ اور ان صوبوں میں ہے۔ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ وہاں مدح صحابہ جرم ہوگی۔ آگے چل کر انہوں نے کہا۔ کہ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدح میں لکھنؤ اور محمود آباد میں ایک لفظ بھی نہیں کہا جا سکتا تو لیگ کی پاکستان میں کیا حالت ہوگی؟ اور مسلمان ایسے پاکستان سے کیا دلچسپی رکھ سکتے ہیں؟۔

"شہباز" ۲۰ نومبر ۱۹۴۶ء "نوائے وقت" نے اپنی ۲۰ نومبر ۱۹۴۶ء کی اشاعت میں اسی جلسے کا ایک مراسلہ ایک مدرسہ احرار لیڈر کے نام چھاپا تھا۔ جہاں تک اس مراسلہ کی صحت کا تعلق ہے۔ ہم نے مولانا مظہر علی اظہر پر اس کے متعلق جرح کی۔ وہ کہتے ہیں کہ مراسلہ لکھے جانے کے متعلق ان کو پوری طرح یاد نہیں جب یہ مراسلہ اشاعت پذیر ہوا۔ لاہور کے کسی ممتاز پرچے نے اس کی تردید نہیں کی۔ ہمیں یہ سمجھنے میں گریز نہیں کہ یہ مراسلہ مولانا نے لکھا۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ اس مراسلہ کی اشاعت سے باخبر نہ ہوں۔ اور اگر وہ تردید کرنے میں ناکام رہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ اصل مراسلہ "نوائے وقت" کے قبضہ میں تھا۔ اور اگر اس مراسلہ کے مصنف کا معاملہ عدالت کے لئے پیش ہو۔ تو اسے بآسانی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس مراسلہ کا نفس مضمون پھر مدح صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ اور ہم اس چیز کا اعادہ کر سکتے ہیں۔ کہ مولانا خود شیعہ ہیں۔ اس مراسلہ میں مولانا کہتے ہیں۔ کہ مدح صحابہ کا حربہ لیگ کے خلاف مؤثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور حکومت اور لیگ اس مسئلہ پر ہتھیار پھینک دیں گی۔ انتخابات کا نتیجہ چاہے کچھ بھی ہو۔ مولانا کے اس رویہ سے یہ بات صاف اور واضح ہو جاتی ہے۔ کہ احرار اور دوسری پارٹیوں نے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو استعمال کیا۔

مشائخ کمیٹی

اس سلسلہ میں ہم ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کی اپنی ایک ایسی ہی تحریک کا اظہار بھی کر سکتے ہیں جس میں اس نے پاکستان بنانے کی جد وجہد میں حمایت حاصل کرنے کے لئے ان پیروں اور مشائخ کو اپنے ساتھ ملایا۔ جن کے پیچھے مریدوں کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ مسلم لیگ نے عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ان پیروں اور مشائخ کو اپنے

یہ بات کامل وثوق سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ احرار نے احمدیوں کی مخالفت کو اپنے پرانے اسلحہ خانہ سے محض ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر نکالا تھا

ساتھ ملایا گیا۔ جن کے پیچھے مریدوں کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ مسلم لیگ نے عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مشائخ کی ایک کمیٹی نامزد کی تھی جو بارہ ارکان پر مشتمل تھی۔ جن میں بعض چوٹی کے مذہبی لیڈر تھے۔ جن پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جیسے پیر صاحب مانکی شریف۔ پیر جماعت علی شاہ۔ تونسہ شریف کے خواجہ نظام الدین۔ ملتان کے مخدوم رضا شاہ وغیرہ۔ لیکن اس میں دلچسپ بات یہ ہے۔ کہ اس میں خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ۔ سردار شوکت حیات خان ملک فیروز خاں نون اور نواب محمد حیات قریشی جیسے اشخاص شریک کئے گئے۔ جن کی مذہبی حیثیت کچھ نہ تھی۔ حد یہ ہے کہ انہیں مذہبی خطابات دیئے گئے۔ خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ کو پیر ممدوٹ شریف بیان کیا گیا۔ سردار شوکت حیات کو واہ شریف کا سجادہ نشین۔ ملک فیروز خاں نون کو دربار سرگودھا شریف۔ اور نواب محمد حیات قریشی کو سرگودھا شریف کا سجادہ نشین اور اس کمیٹی کی فہرست میں اس کے سیکرٹری مسٹر ابراہیم علی چشتی کو فاضل سندھ سجادہ نشین پیسہ اخبار شریف کا لقب دیا گیا تھا۔

مشائخ کمیٹی کے تقرر کا مقصد یہی ہو سکتا تھا کہ سیاسی لیڈروں کو مذہبی لیڈروں میں ملا جلا دیا جائے۔ اور انہیں مذہبی ترجمان کا درجہ دیا جائے۔ تاکہ وقت پڑنے پر وہ عوام کو آسانی سے ہمنوا بنا سکیں۔ اس ایجی ٹیشن کے دوران میں احرار کے اخبار "آزاد" کی ۱۶ر نومبر اور ۱۷ر دسمبر کی اشاعتوں میں دو تقریریں نقل کی گئی ہیں۔ ایک تقریر حافظ قمر الدین سجادہ نشین جلال شریف اور دوسری قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی ہے۔ جن میں مذہبی بناوٹ کو نہ صرف حق بجانب قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ اس عمل کو تقدس سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جہاں تک احرار کا تعلق ہے۔ انہوں نے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو مسلسل استعمال کیا۔ انہوں نے مذہبی بنا پر کانگرس کو چھوڑا۔

احرار نے اسی بنا پر مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت کی۔ مولانا مظہر علی اظہر نے ۱۹ر دسمبر ۱۹۴۵ء کو امرتسر سے ایک بیان جاری کیا تھا۔ جس میں کہا تھا مسلم لیگ کا نعرہ پاکستان ایک سٹنٹ ہے۔ وہ مسٹر جناح کو قائد اعظم تسلیم کرتے ہیں۔ اور مسلم لیگ کو مسلمانوں کی جماعت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مسٹر جناح کی زندگی غیر اسلامی ہے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ نعرۂ پاکستان سے دھوکے میں نہ آئیں۔ آئندہ انتخابات میں ان کو ووٹ دینا چاہیئے۔ جو عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ "ملاپ" لاہور نے ۱۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں احرار رہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر شائع کی۔ جو انہوں نے احرار کانفرنس کے موقعہ پر علی پور میں کی تھی۔ اس تقریر میں امیر شریعت نے بانگ دہل اعلان کیا تھا۔ کہ مسلم لیگی بناسپتی لوگ ہیں۔ جو نہ صرف عاقبت تباہ کر رہے ہیں بلکہ دوسروں کی عاقبت بھی تباہ کر رہے ہیں مملکت بھی وہ جہنم بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پاکستان نہیں خاکستان ہے۔ اسی رہنما نے پسرور میں اپنی تقریر میں کہا تھا۔ کہ کسی ماں نے ابھی تک ایسے بچے کو جنم نہیں دیا۔ جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے (بحوالہ روزنامہ "جدید نظام" استقلال نمبر ۱۹۵۱ء) احرار رہنما چودھری افضل حق نے اپنی اکثر تقریروں میں مسلم لیگ اور پاکستان کے نظریات کا مذاق اڑایا ہے۔ جو "خطبات احرار" کے صفحہ ۴۱، ۸۲، ۸۳ اور ۹۹ پر درج ہیں

"زنِ فاحشہ"

مولانا محمد علی جالندھری نے ۵ر فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں ایک تقریر میں تسلیم کیا تھا۔ کہ احرار نے تقسیم کی مخالفت کی ہے۔ اور ان کے نظریات بہت جلد عوام میں جاری وساری نظر آئیں گے۔ پاکستان سے پہلے اور بعد میں وہ پاکستان کے لئے "پلیدستان" کا لفظ بھی استعمال کرتے رہے۔ اس عدالت میں کپتان عبدالحی کی شہادت ثابت کرتی ہے کہ گوجرانوالہ کے میدان میں بھی احرار کے لیڈر امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں اپنی تقریر میں پاکستان کو "زنِ فاحشہ" قرار دیا تھا۔ جسے احرار نے بامر مجبوری قبول کیا

تقسیم کے موقعہ پر احرار پاکستان میں شکست خوردہ اور مایوس پارٹی کی حیثیت سے آئے۔ بعض احرار لیڈر پیچھے ہی ٹھہر گئے۔ اور ۱۵ر جنوری ۱۹۴۸ء کی "زمیندار" کی رپورٹ کے مطابق آل انڈیا مجلس احرار نے ایک قرارداد منظور کی جس میں اپنی تنظیم کو ختم کرتے اور بھارت میں کانگرس کے علاوہ کسی دوسری سیاسی جماعت میں نہ ہونے کا تذکرہ تھا۔ قرارداد میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ کانگرس میں شامل ہو جائیں اور مولانا ابوالکلام آزاد کو اپنا رہنما تسلیم کریں۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ آئندہ اپنی سرگرمیاں خدمت خلق اور مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ کے لئے وقف کر دیں گے۔ مزید برآں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا۔ کہ وہ جمعیت العلماء میں شامل ہو جائیں۔ پاکستان میں وہ کچھ عرصہ خاموش رہے۔ اور اپنے نئے نظریات کے انکشاف کے لئے کوشاں رہے۔ انہوں نے متعدد بار کہا۔ کہ انہوں نے سیاسیات سے کنارہ کشی نہیں کی۔ اور وہ پاکستان میں حزب مخالف کا پارٹ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ (بحوالہ "آزاد" مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۰ء، ۲۷ر مئی ۱۹۵۲ء اور "زمیندار" مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۴۹ء)

احمدیوں کے خلاف تبلیغ

ہم پہلے ہی واضح کر چکے ہیں۔ کہ بے عملی کی ایک مدت کے بعد احرار سیاسی جماعت کی حیثیت سے پھر سر نکالنے لگے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ ان کے سابقہ نظریات کا پاکستان میں کوئی مستقبل نہیں۔ اور مسلم لیگ ان کو ابھرنے نہ دے گی انہوں نے اپنی سیاست کو مسلم لیگ کے حق میں سپر انداز کر دیا۔ اور اعلان کیا کہ آئندہ وہ اپنی سرگرمیاں تبلیغ (یعنی مذہبی پروپیگنڈے) تک محدود رکھیں گے۔ تبلیغ کے اس میدان میں ان کی سرگرمیوں کی ٹھیک نوعیت کیا ہوگی۔ اس کی انہوں نے کوئی وضاحت نہیں کی۔ لیکن ہمارے سامنے یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ان کی مہم میں احمدیوں کے سوا غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانا شامل نہیں تھا۔ اور ان کا تبلیغی پروگرام صرف احمدیوں کے خلاف تنہا احمدیوں کے خلاف تھا۔

احمدیوں سے ان کا تنازعہ کوئی چوتھائی صدی کے قریب پرانا ہے۔ اور اگرچہ کہنا تو درست نہیں کہ تقسیم سے قبل وہ احمدیوں اور ان کے عقائد اور سرگرمیوں سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے تھے۔ تاہم یہ بات کامل وثوق سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ احرار نے اب احمدیوں کے خلاف بحث کو اپنے پرانے اسلحہ خانہ سے محض ایک سیاسی ہتھیار کی صورت میں نکالا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے ان کی فراست اور فیصلہ کی قوت کی بڑی [illegible] انداز میں شہادت دیتا ہے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ اگر وہ جذبات عامہ اور خود عوام کو احمدیوں کے خلاف ابھار سکیں تو کوئی شخص ان کی مخالفت کی جرأت نہیں کرے گا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ان کی سرگرمیوں کی جس قدر مخالفت ہوگی اسی قدر وہ ہر دلعزیز ہو جائیں گے۔ آئندہ واقعات نے بتا دیا۔ کہ ان کا قیاس غلط نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنی توجہ احمدیوں کی مخالفت پر مرکوز کی۔ اور اس کے بعد ہر تقریب خواہ تبلیغ کانفرنس کا ہو خواہ دفاع یا استحکام کانفرنس کا یوم تشکر ہو۔ یا یوم مطالبات جدید ہو۔ کہ اجتماع سیلاب زدگیوں ہی کا کیوں نہ ہو۔ اس میں بھی ان کا بڑا ہی نہیں واحد موضوع احمدی اور احمدیت ہوتا۔ کانفرنس کا نام اور وقت یا اجتماع کی نوعیت محض ایک پردہ ہوتی۔ جس میں وہ اپنے واحد موضوع پر تقریریں کرتے۔

احرار کی چال

اگر وہ اس مذہبی بحث کو اس طرح چلاتے جس طرح دوسری مذہبی بحثیں چلتی ہیں۔ تو شاید ان کو زیادہ حمایت میسر نہ آتی۔ لیکن وہ اس قدر ہوشیار تھے کہ انہوں نے بھانپ لیا۔ کہ مسلمان کے جذبات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں حقیقی یا مفروضہ گستاخی پر جس آسانی اور تلخی سے بھڑک سکتے ہیں۔ اور ان کا غصہ جوش میں آتا ہے۔ اور کسی بات پر نہیں آتا۔ اس لئے انہوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ "ان کی سرگرمیاں رسول اکرم کی نبوت کے تحفظ اور ان حملوں کو روکنے کے لئے وقف ہیں۔ جو احمدیوں نے آنحضرت کے ناموس پر پیاپے اس نظریے کی اشاعت سے کئے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ اور ایک نبی اور بھی آیا ہے۔ جس کا دعویٰ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہی نہیں بلکہ آپ سے برتر تھا۔" یہ چال کارگر ثابت ہوئی۔ اور ان کے جلسوں میں بہت سے لوگ شامل ہونے لگے چونکہ بعض احرار رہنما الفاظ وتراکیب کے انتخاب اور استعارہ، تشبیہ کے استعمال کے ماہر ہیں۔ اور اپنی تقریروں میں طنز وظرافت کی (خواہ وہ کتنی ہی پست قسم کی کیوں نہ ہو) آمیزش کر سکتے ہیں۔ اس لئے وہ جلد ہی ہر دلعزیز ہونے لگے حکومت کو اس پر تشویش لاحق ہوئی۔ اور وزیر اعلیٰ مسٹر دولتانہ نے ان سرگرمیوں کے بارے میں جو بعد نوٹ لکھا تھا۔ اس میں یہ صحیح اندازہ کیا۔ کہ وہ اپنے لئے سیاسی طور پر زندہ رہنے کی جگہ حاصل کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ یہی رائے مولانا ابوالحسنات کی بھی جو انجام کار ڈائرکٹ ایکشن کے پہلے ڈکٹیٹر بنے۔ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۵۲ء میں مولانا ابوالحسنات کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ تحریک ختم نبوت احرار نے سیاسی مقصد سے چلائی ہے۔ بیان میں انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ وہ سیاسی جماعت کو اس امر کی اجازت نہیں دیں گے۔ کہ وہ مذہب کو ذاتی اغراض کے لئے استعمال کرے۔ "مغربی پاکستان" مورخہ ۲ر۳ جولائی ۱۹۵۱ء میں احرار کی سرگرمیوں پر جو تبصرہ ہوا۔ وہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ احرار کے مقاصد کو خان قربان علی خان انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب سے بہتر کوئی نہیں سمجھتا تھا۔ انہوں نے

احرار پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد بھی اس کے دشمن رہے!

ہمیشہ اس حقیقت پر زور دینے کی کوشش کی کہ احرار نے جان بوجھ کر ایسا مسئلہ چنا تھا۔ جس میں کوئی ان کی مخالفت کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس مسئلہ پر وہ مسلم لیگ کو آسانی سے شکست دے سکتے تھے۔ ملک کے مستقبل اور استحکام کے لئے اس مسئلہ کی پیچیدگیاں اس قدر اہم اور اثرات اتنے دور رس تھے کہ ہر چند حکومت کو بہت بڑی مشکل درپیش تھی۔ تاہم انہیں نہ کہیں کسی کو کچھ فیصلہ کرنا تھا۔ یہ ان مواقع میں سے تھا۔ جہاں ملک کی قیادت کا حقیقی امتحان ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی

ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ احرار نے یہ کہہ کر کہ وہ اپنی سیاست کو ترک کر رہے ہیں۔ مسلم لیگ کی مخالفت کو ختم کرنے کا بندوبست کر لیا۔ اس کے کچھ دیر بعد تک حکومت مسلم لیگ سے احرار کے لئے اتحاد کے باعث ان کی سرگرمیوں کا کوئی اثر نہ لیتی رہی۔ بلکہ ان سے واقعی پہلو تہی کرتی رہی لیکن جب مسئلہ ختم نبوت پر وہ تقریباً تمام مذہبی جماعتوں کو اپنے گرد جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو وہ کھل کر سامنے آ گئے اور دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ان احکام کی خلاف ورزی کرنے لگے جو حکومت کی ہدایت کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے نافذ کر رکھے تھے۔ پہلے پہل تو یہ احکام جلسہ ہائے عام یا احرار کے جلسوں پر لاگو ہوتے لیکن جب احرار نے مسجدوں میں جلسے شروع کر دیئے تو دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کو وہاں بھی نافذ کر دیا گیا۔ اس پر غم و غصہ کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔ کیونکہ احرار اب یہ قابلِ یقین الزام عائد کر سکتے تھے۔ کہ حکومت مساجد میں اجتماعوں کو روک کر مذہب میں مداخلت کرنے لگی ہے۔ یہ دلیل کافی آسانی سے کارگر ہوئی۔ اور اسی قدر مؤثر ثابت ہوئی جس قدر وہ پہلی دلیل کہ احرار نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے ناموسِ رسول کا تحفظ کر رہے ہیں۔

یقین دہانی اور عہد شکنی

دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے احکام کی خلاف ورزی کے واقعات نہ صرف زیادہ ہونے لگے۔ بلکہ انہیں مقبولیت بھی حاصل ہونے لگی جب احرار کے بعض قانون شکنوں پر مقدمات چلائے گئے۔ تو ان کو مظلوم اور شہدا کا درجہ دیا گیا۔ عوام کو یہ سمجھانے کے لئے کافی پروپیگنڈا کیا گیا۔ کہ نہ صرف مسجدوں پر عبادت گاہوں کی حیثیت سے اور مذہبی فرائض کی ادائیگی پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ بلکہ حکومت بڑی سختی سے ان لوگوں کو گرفتار کر رہی ہے جن کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ مسجدوں میں نمازیں پڑھتے یا اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ ایسی دلیلیں تھیں جن کا کوئی توڑ نہ تھا اور حکومت نے اس غلط پروپیگنڈا کو رد کرنے کے لئے اس مختصر اعلامیہ کے سوا کچھ نہ کہا کہ کسی کے مذہب میں مداخلت اس کا مقصد نہیں ہے۔ جب احرار نے حکومت سے سمجھوتے کا اظہار کیا اور وہ یقین دہانی کرائی جس کا علم یقین دہانی کرانے والوں کے سوا اور احرار کے بھی کسی دوسرے کارکن کو نہ تھا۔ تو حکومت نے اسے فوراً تسلیم کر لیا۔ یقین دہانی یہ تھی کہ وہ کسی احمدی کو قتل نہیں کریں گے یا اسے لوٹیں یا اسے بے عزت نہیں کریں گے۔ اس یقین دہانی کو قبول کرنے کے بعد حکومت نے سزا یافتہ احرار کارکنوں کو رہا کر دیا اور جن کارکنوں کے خلاف دفعہ ۱۴۴ کے تحت مقدمے چل رہے تھے وہ سب واپس لے لئے۔ اپنی روایات کے عین مطابق احرار نے اپنی سرگرمیاں پھر شروع کر دیں۔ لیکن اب کی بار وہ زیادہ زور اور سختی سے شروع کی گئیں۔ کیونکہ نہ تو کوئی دفعہ ۱۴۴ تھی جس کی خلاف ورزی ہوتی نہ کوئی مقدمات تھے جو چلائے گئے اور نہ اضلاعی حکام کی طرف سے باز پرس ہی جو کی جاتی۔

بغاوت کا ساز و سامان

اس کے بعد خواجہ ناظم الدین سے گفت و شنید شروع ہوئی۔ جنوری کی کراچی کنونشن اور اس کی تشکیل کی ہوئی مجلس عمل کی طرح اس گفت و شنید میں بھی احرار پیش پیش اور چھائے ہوئے رہے۔ رضاکاروں کی بھرتی اور چندہ جمع کرنے کا کام بھی اگرچہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے نام پر ہوا تاہم یہ احرار ہی نے کیا۔ مولانا اختر علی خاں نے خود چندہ جمع کرنے کی جو مساعی کیں وہ زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئیں۔ اس طرح گویا بغاوت کا سارا ساز و سامان احرار ہی نے فراہم کیا۔ احرار لاہور کی آل مسلم پارٹیز کنونشن پر بھی چھائے رہے۔ جو انہی کوششوں سے وجود میں آئی تھی مجلس عمل میں انہوں نے اپنے حق سے زیادہ حصہ لیا۔ اور اس مجلس کے بعض ایسے ارکان جنہیں دوسری جماعتوں نے منتخب کیا۔ وہ بھی درحقیقت احراری ہی تھے۔ سب سے آخری بات یہ ہے کہ گرفتار ہونے والوں اور جیل جانے والوں میں سب سے زیادہ تعداد احراریوں کی تھی۔ اس طرح وہ فسادات کے براہ راست ذمہ دار تھے۔

قابل ملامت رویہ

احرار کا رویہ سب سے زیادہ پُر زور تبصرہ کا مستحق ہے۔ اور خاص طور پر قابل مذمت ہے ہم کوئی نرم لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک دینی مقصد کو دنیوی اغراض کے لئے استعمال کر کے اس کی بے حرمتی کی۔ اور اپنی ذاتی مقاصد کے لئے مذہبی اثر اندازی اور عوام کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ یہ کہنا کہ احرار جو کچھ کر رہے تھے۔ اس میں وہ مخلص تھے۔ اس بات پر ہی یقین کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی گذشتہ زندگی اتنی عریاں طور پر متناقض ہے کہ کوئی بیوقوف ہی ان کی مذہبیت سے گمراہ ہو سکتا تھا۔ خواجہ ناظم الدین نے انہیں پاکستان کا دشمن قرار دیا اور وہ اپنی سابق سرگرمیوں کی بنا پر ان کی اس تعریف کے پورے مستحق تھے۔ وہ اس نوزائیدہ مملکت کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد بھی اس کے دشمن رہے۔ ان کے لیڈروں کے بیان سے پوری طرح ظاہر ہو گیا ہے کہ جو پارٹی پاکستان، مسلم لیگ اور اس کے تمام رہنماؤں کی مخالف اور کانگرس کی لونڈی تھی۔ راتوں رات اپنے نظریات بدل کر ایک ایسی مملکت میں اسلام کے واحد اجارہ دار کی حیثیت کس طرح اختیار کر سکتی تھی۔ جس کے معرضِ وجود میں آنے کی مخالفت کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ کیا احرار نے اپنا نصب العین تقسیم کے بعد دریافت کیا؟ پاکستان کی ریاست بنانے کے متعلق ان کا نعرہ اس وقت کہاں تھا۔ جب وہ ان لوگوں اور افراد کے خلاف سر دھڑ کی بازی میں مصروف تھے۔ اور مسلمانوں کے لئے ایک وطن کا مطالبہ کر رہے تھے؟ اور کیا انہیں اب بھی کانگرس کی خوشنودی حاصل نہیں ہے۔ اگر حالیہ اخباری اطلاعات درست ہیں تو کیا وہ اب بھی بھارت میں واحد مسلم جماعت کی سرتوڑ مخالفت نہیں کر رہے۔ اور کانگرس کا ساتھ نہیں دیتے؟ کیا ان کے بھارتی ساتھیوں کو جو اب بھی اپنے آپ کو احرار کہتے ہیں۔ کانگرس نے کشمیر میں کشمیریوں کو بخشی حکومت قبول کرنے کا ذریعہ لغو لیق نہیں کیا؟ اگر یہ سب باتیں درست ہیں۔ تو پاکستان کے سادہ لوح لوگ ہی ان کے مذہبی جوش کے اظہار سے بیوقوف بن سکتے تھے۔

معرکۂ دین و وطن

پاکستان میں احرار جس قسم کے نظریات نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو ان کا قائل کرنے کے متعلق ان کے صدر کے خیالات درج ذیل ہیں:۔

سوال۔ کیا آپ کو اقبال اور نہرو کی بحث کا کچھ علم ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ از راہ کرم بتایئے دونوں میں کس موضوع پر بحث ہوئی تھی؟

جواب۔ نہرو وطن پر زور دے رہے تھے لیکن علامہ اقبال "دین" پر زور دے رہے تھے۔

سوال:۔ تو احرار اور علامہ اقبال کے نظریات میں واضح اختلاف تھا؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ احرار نے ان حالات میں اپنے نظریات کیوں بدلے؟

جواب:۔ جب تک ہم کانگرس میں تھے ہم ایک سیاسی جماعت تھے۔ لیکن جب پاکستان قائم ہونے لگا تو ہم نے اپنے آپ کو ایک مذہبی جماعت بنا لیا۔

سوال:۔ جب احرار کانگرس کا ساتھ دے رہے تھے تو کیا اس وقت وہ اپنے مذہب کے جزو کے طور پر یہ سمجھتے تھے کہ غیر منقسم ہندوستان میں اچھی رعایا بن سکتے تھے۔

جواب:۔ جی ہاں

سوال:۔ کیا آپ کا مذہبی خیال ابھی تک یہی ہے؟

جواب:۔ جی نہیں۔

سوال:۔ کیا احرار نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعت تھی؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا ان کے نظریات وہی تھے جو کانگرس کے ہیں؟ جواب۔ جی ہاں

سوال:۔ کیا جمعیت العلماء (ہند) بھی نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعت تھی؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ کے خیال میں مسلمان اس مجوزہ آئین کے تحت ایک مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکتے تھے۔ جس کا خاکہ احرار اور کانگرس نے تیار کیا تھا؟

جواب۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ کی ابھی تک یہی رائے ہے؟

جواب:۔ جی نہیں۔

سوال:۔ کیا کانگرس اور احرار کے نظریات میں وطن سب سے بڑا عنصر تھا؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ کانگرس کے اس نظریئے سے ہم آہنگ تھے؟

جواب - جی ہاں۔

سوال - کیا آپ پاکستان کی رعایا کے لئے یہ نظریات متعین کر سکتے ہیں جو کانگرس سے اشتراک کے ایام میں آپ کے تھے؟

جواب - جی نہیں۔

اس پر اس سے زیادہ تبصرہ تحصیل حاصل ہے۔ کہ پاکستان میں احرار جیسے ماضی والی جماعت بھی حکومت کا تختہ الٹ سکتی ہے بشرطیکہ اس میں ایک انتہا پر قابل قبول مذہبی مسئلہ کو طول کرنے کی سوجھ بوجھ ہو؟

احمدی

احمدی براہ راست فسادات کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ کیونکہ فسادات اس اقدام کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئے جو حکومت نے اس پروگرام کے خلاف کیا۔ جو آل مسلم پارٹیز کنونشن نے ڈائرکٹ ایکشن کی قرارداد کی تحت بروئے کار لانے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن یہ مطالبات احمدیوں کے متعلق تھے۔ اور بالخصوص ان کے مخصوص عقائد و مشاغل اور اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فرق پر زور دینے کی وجہ سے کئے گئے تھے۔ یہ عقائد اور مساعی بلاشبہ ان مطالبات کے لئے موقع فراہم کرنے کا موجب ہیں اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ آیا فسادات کو تقویت دینے میں احمدیوں کا بھی کوئی حصہ تھا۔ یا نہیں۔ عام مسلمانوں سے ان کے اختلافات نصف صدی سے بھی زیادہ پرانے ہیں۔ اور تقسیم سے قبل تک وہ بغیر کسی رکاوٹ کے تبلیغ کرتے اور لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتے چلے آرہے تھے۔ پاکستان قائم ہوتے ہی تمام صورت حال بدل گئی۔ اس حال میں کہ ابھی اس قسم کی کوئی پالیسی وضع نہیں ہوئی تھی۔ کہ دیگر مذاہب کی علی الاعلان تبلیغ یا اسلام کے اندر کسی فرقہ دارانہ عقیدے کی تلقین کی کیا حدود متعین کی جائیں گی۔ چاہئیے تھا اگر احمدیوں کو یہ خیال رہا کہ ان کی مساعی کو ناپسند نہیں کیا جائے گا اور نئی مملکت میں ان کا نوٹس نہیں لیا جائے گا تو وہ اپنے آپ کو مغالطہ میں ڈال رہے تھے۔ بڑے بڑے حلقات کے مطابق ان کی مساعی میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ شدومد کے ساتھ تبلیغ اور غیر احمدی مسلمانوں کی طرف نامرغوب نام دئے جاری رہے۔ مرزا بشیرالدین محمود احمد کی کوئٹہ والی تقریر جس میں انہوں نے صوبے کی تمام آبادی کو اپنا ہم عقیدہ بنانے اور اس صوبہ کو مزید جدوجہد کے لئے ' مستقر ' کے طور پر استعمال کرنے کا ذکر کیا تھا۔ نہ صرف مناسب نہیں تھی۔ بلکہ غیر محتاط اور برافروختہ کرنے والی تھی۔ اسی طرح اپنے پیروؤں کو یہ ہدایت کہ وہ احمدیت کو پھیلانے کی غرض سے اپنے پروپیگنڈے کو زیادہ کریں۔ تاکہ ۱۹۵۲ء کے اختتام تک تمام مسلمان احمدیت کی آغوش میں آجائیں۔ اہتمام عقیدہ بنانے کی جدوجہد کا کھلا نوٹس تھی۔ پھر ان لوگوں کو جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے تھے۔ دشمن یا مجرم یا محض مسلمان کہنا ان مسلمانوں کو برافروختہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ جن کی توجہ ایسے حوالوں کی طرف مبذول کرائی جاتی تھی احمدی افسر دوسروں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی مساعی میں دل سے حصہ لینے کو اپنا مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ اس رویہ سے احمدیوں کو وہ صدا نفرادی ہوئی کہ جہاں انہیں سرکاری سہارا حاصل ہو۔ یا حاصل ہونے کی توقع ہو وہ حصول مقصد کے لئے زیادہ تندہی سے کام کریں۔ ہمیں پورا یقین ہے۔ کہ اگر ضلع منٹگمری کا انتظامی سربراہ احمدی نہ ہوتا۔ تو احمدی غیر احمدی دیہی لیڈروں میں پروپیگنڈا اشتہار پر جانے کی جرأت نہ کرتے جب ایک افسر اپنے فرقہ وارانہ نظریات کا کھلے بندوں اظہار کرتا ہے۔ جیسے کہ بعض احمدی افسران نے کیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے تنازعات میں جن میں خود اس کے اپنے فرقے کا کوئی فرد ایک فریق ہو۔ اس کا غیر جانبداری پر اعتماد قائم نہیں رہتا۔ اس کا فیصلہ خواہ کتنا ہی درست اور ایماندارانہ کیوں نہ ہو۔ اگر وہ فیصلہ اس پارٹی کے خلاف ہوگا۔ جو اس افسر کے فرقے سے تعلق نہیں رکھتی تو ایسی پارٹی کے لئے اس تاثر سے بچنا ناممکن ہو جائے گا۔ کہ وہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر ناانصافی کا شکار ہوئی ہے اس لئے افسروں کا یہ رویہ بدقسمتی کا حامل تھا۔ اور اس اصول سے کسی حد تک ناواقفیت پر دلالت کرتا تھا۔ جسے ہر پبلک افسر کو اپنا ظاہری رویہ میں ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس لئے اگرچہ ہمیں اطمینان ہے۔ کہ احمدیوں پر براہ راست فسادات کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی لیکن ان کے رویہ نے ان کے خلاف عام ایجی ٹیشن کا موقع دیا۔ اگر ان کے خلاف ایجی ٹیشن کا موقع دیا۔ اگر ان کے خلاف جذبات اتنے شدید نہ ہوتے تو ہمارے خیال میں احرار کسی صورت اپنے گرد ہر قسم کی غیر آہنگ مذہبی جماعتوں کو جمع کرنے میں کامیاب نہ ہوتے

مسلم لیگ کا حصہ

تحریک تحفظ ختم نبوت کے متعلق مسلم لیگ کے متعدد سرکاردہ رہنماؤں کی سرگرمیوں اور ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والے فسادات کی تفصیل اس رپورٹ کے کسی ابتدائی حصے میں آچکی ہے۔ یہاں صرف ان بالائی واقعات کا تذکرہ ضروری ہے۔ جن سے مسلم لیگ کا من حیث الجماعت یا لیگ کے انفرادی ارکان اور عہدیداروں کا واسطہ ہے۔ جو جماعتی ڈسپلن کے تحت آتے ہیں یاد رہے کہ زیر تبصرہ ایام میں ۱۶ اپریل ۱۹۴۹ء سے ۲۰ اگست ۱۹۵۰ء تک میاں عبدالباری ۲۰ اگست ۱۹۵۰ء سے ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک صوفی عبدالحمید اور ۲۷ اکتوبر سے میاں ممتاز دولتانہ صوبہ مسلم لیگ کے صدر تھے۔ (باقی)

اخبار ضلع گورداسپور

— پٹھانکوٹ۔ مسٹر دینا ناتھ جلالی ٹریڈ ایجنٹ نے بتایا کہ گذشتہ سال پانچ لاکھ من چاول چھتیس ہزار من دھان سولہ ہزار من گندم اٹھ ہزار من کھانڈ ۳۳ ہزار من نمک اور ۲۸ ہزار من دیگر اشیائے خوردنی جموں و کشمیر کو بھیجا گیا۔ نیز ٹھیکیداروں نے بھی قریباً بارہ لاکھ من سامان عمارتی تک بھیجا۔

— بٹالہ۔ ۳ مئی۔ دینک پار تھنا سبھا سر سوتی بھون محلہ منڈی بٹالہ کی طرف سے مہاتما گوتم بدھ جینتی (جنم دن) کے سلسلہ میں ۱۰ مئی سے ۱۷ مئی تک ایک چھوٹا ہفتہ منایا جا رہا ہے۔ اس ہفتہ میں جلوسوں۔ محلوں میں لیکچروں اور پبلک پرچار کرکے شراب۔ گوشت اور بعض دوسری باتوں کے چھڑانے کی کوشش کی جارہی ہے

— بٹالہ۔ مسٹر سوشیل کمار جین مجسٹریٹ درجہ اول نے بشن سنگھ اور سورن کو پاکستان سے ہندوستان کی سرحد بلا پرمٹ عبور کرنے کے الزام میں تین تین ماہ قید کی سزا کا حکم سنایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ملزمان ہندوستان سے پاکستان بلا پرمٹ گئے۔ اور پھر ہندوستان واپس آنے پر سرحد پر گرفتار ہوئے۔

بٹالہ ۳ مئی۔ آئرن اینڈ سٹیل ورکرز یونین کی طرف سے عید گاہ میں "یوم مئی" منایا گیا۔

— پٹھانکوٹ۔ ۵ مئی۔ غیر ممالک اور بھارت سے سینکڑوں سیاح کشمیر جانے کے لئے یہاں پہنچ رہے ہیں۔ ٹورسٹ آفیسر نے بتایا کہ ماہ مئی میں بھارت سے ۲۵ کے قریب سیاحوں کی بڑی پارٹیاں پہنچیں گی سیاحوں کی سہولت کے لئے گذشتہ سال سے ہوائی سروس کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس سال تیس ہزار سے زیادہ سیاح براستہ پٹھانکوٹ کشمیر جائیں گے۔ گذشتہ سال سترہ ہزار اس رستہ گئے تھے۔

— گورداسپور ۷ مئی۔ آج جناب کلدیپ سنگھ ڈپٹی کمشنر نے اس ضلع کا چارج لینے کے بعد پہلی دفعہ پریس کانفرنس طلب کی۔ جس میں خاکسار (ایڈیٹر بدر) نے بھی شرکت کی۔ ایڈیٹران و پریس رپورٹرز کا صاحب موصوف سے تعارف ہوا۔ آپ نے بتایا کہ آپ نے جمعرات و جمعہ کا روز دورہ کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ تا پبلک ان ایام میں ملاقات یا عدالت کے لئے آکر تکلیف نہ اٹھائے۔ باقی ایام میں پبلک کی ملاقات کے لئے صبح ۹ سے ۱۰ بجے تک کا وقت مقرر کر دیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ سابق ڈی سی صاحب کے جاری کردہ کاموں کی تکمیل کی جائے گی۔ ایک سو نئے مدارس نئے سال میں کھولے جا رہے ہیں البتہ سابقہ مدارس کے محل وقوع وغیرہ کے متعلق پورا جائزہ لے لیا جائے گا۔ اساتذہ کو بھرتی کے لئے ایک بورڈ مقرر کر دیا گیا ہے کام کے لئے عارضی طور پر ذیل گھر بطور ریسٹ ہاؤس لیا جا رہا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ پنڈت نہرو کی تحریک قومی قرضہ میں پچاس لاکھ روپیہ اس ضلع سے اکٹھا کرنے کا کوٹہ مقرر ہوا ہے۔ جس میں سے پٹھانکوٹ اور گورداسپور کی تحصیلوں سے پندرہ پندرہ لاکھ اور بٹالہ کی تحصیل سے بیس لاکھ ہوگا۔ گورداسپور میں صاحب موصوف نے معززین کا ایک جلسہ کرکے تحریک کی جس سے قریباً سوا دو لاکھ روپیہ کے وعدے ہوئے۔ آپ نے بتایا کہ اس قرضہ کے لئے ماسوائے پولیس کے تمام محکمہ جات سے استمداد کی گئی ہے۔ کہ وہ عوام میں بادیر تحریک کریں۔ نیز بتایا کہ یکم جون سے ضلع میں سب ڈویژن بن جائیں گے۔

درخواستہائے دعا

احباب ذیل میں مندرجہ احباب کی دعاؤں سے امداد فرمائیں۔

(۱) محترم صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم اے بنگالی ایڈیٹر ریویو انگریزی سابق مبلغ امریکہ کی صحت کاملہ۔ مشکلات اور پریشانیوں سے نجات۔ کامیابی کے ساتھ تا زیست خدمت دین کی توفیق ملنے کے لئے نیز اہل و عیال کی دینی و دنیوی بہتری کے لئے۔

(۲) مکرم سید عبدالکریم صاحب خانپور ملکی (بہار) کا بچہ مشاہد کریم بعمر ۲½ سال عرصہ سے کمزور چلا آرہا ہے۔ اور میانہ میں احیاء ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ بیمار ہو گیا ہے۔

(۳) مکرم چوہدری عبدالستار صاحب کراچی کے بیٹے محمد اسلم صاحب بی ایم۔ ایس۔ سی کے امتحان میں شاندار کامیابی کے لئے

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ اپریل ۱۹۵۴ء کی فہرست اور اعلان دعا

جن احباب کی طرف سے ماہ اپریل میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں وصول ہوئی ہیں۔ ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے اور مزید خدمات کا موقعہ عطا فرمائے۔

اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق بیشتر ازیں مختلف اوقات میں بذریعہ اخبار و بذریعہ جماعتی و انفرادی رنگ میں تحریکات کرتے ہوئے توجہ دلائی جا رہی ہے۔ اور خود حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد بھی احباب تک پہنچایا جا چکا ہے۔

مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر موجودہ آمد درویش فنڈ بہت کم ہے۔ اور اس میں ابھی بہت اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے احباب ایسے ہیں۔ جنہوں نے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے ماہوار ادائیگی کے لئے وعدہ مرکز بھجوائے تھے۔ مگر ان کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی نہیں ہوتی۔ ایسے احباب باقاعدگی سے ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور اپنے بقایاجات ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

جو احباب کسی مجبوری کی وجہ سے قبل ازیں وعدہ نہ کر سکے ہوں۔ وہ اب اس تحریک میں شرکت فرمائیں۔ اور جو احباب ہر ماہ درویش فنڈ میں شمولیت کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً اس تحریک میں حسب توفیق شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

۱۔ ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفر پور بہار -/۲۱

۲۔ تسنیم احمد صاحب آرہ بہار -/۷

۳۔ والدہ تسنیم احمد صاحب رر -/۸

۴۔ ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور -/۲۴

۵۔ ڈاکٹر محمد سعید صاحب رر -/۲۰

۶۔ میاں عبد الرحمان خان صاحب مالیر کوٹلہ -/۱۵

۷۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب سیکرٹری مال حیدر آباد دکن -/۲۲

۸۔ محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ صاحبہ حیدر آباد دکن ۲۲/۷/۱۲

۹۔ سید یعقوب الرحمٰن صاحب سونگھڑہ -/۱۰

۱۰۔ سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ -/۲۵

۱۱۔ زبیدہ بیگم صاحبہ رر ۱۰/۰/۰

۱۲۔ سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنت کنٹہ ۱۷/۰/۰

کل وصولی میزان درویش فنڈ ۷۸۹ — ۱۵ — ۰

صاحب نصاب احباب کی فہرستیں جلد از جلد مرکز میں بھجوائی جائیں

جملہ عہدیداران مال جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں لکھا جاتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کے تمام افراد کا جائزہ لے کر بعد تحقیق صاحب نصاب احباب کی مکمل فہرست جس میں مندرجہ ذیل کوائف درج ہوں نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

۱۔ نام اور پورا پتہ صاحب نصاب احباب

۲۔ کس قدر مال قابل زکوٰۃ ہے

۳۔ کس تاریخ کو زکوٰۃ واجب ہوگی

۴۔ اگر ادائیگی کی جا چکی ہو تو اس کا کوپن نمبر اور تاریخ لکھیں۔

نیز جن دوستوں پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور قابل ادا ہو ان سے وصولی کی بھی فوری طور پر کوشش فرمائیں۔ امید ہے کہ جملہ احباب اور عہدیداران مال جلد از جلد اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف فوری طور پر توجہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

تصحیح امداد درویش فنڈ

امداد درویش فنڈ میں حصہ لینے والوں کی جو فہرست اخبار بدر میں شائع ہوئی تھی اس میں ماہ جنوری اور ماہ مارچ کے غلطی سے بالترتیب -/۵ روپیہ اور ۱/۲ روپیہ غلطی سے مولوی سید بشیر الدین احمد صاحب سونگھڑہ کے نام شائع کئے گئے ہیں۔ مولوی سید بشیر الدین احمد کی بجائے مولوی سید یعقوب الرحمان صاحب سونگھڑہ سمجھا جائے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

رمضان المبارک کے متعلق کچھ

ماہ رمضان نہایت مبارک مہینہ ہے لیکن اس میں بھی ہر شخص پر روزہ رکھنا لازم نہیں آتا۔ بعض لوگ افراط سے کام لے کر مریض ہونے کے باوجود روزہ رکھ لیتے ہیں۔ حالانکہ مسافر کے لئے اور مریض کے لئے روزہ رکھنا منع ہے ان پر لازم ہے کہ دیگر ایام میں اس کمی کو پورا کریں۔ مرض کی تعریف یہ ہے کہ جس پر روزہ رکھنے سے مضر اثر پڑتا ہو۔ ورنہ ایسی مرض جس پر روزہ کا اثر نہ پڑتا ہو اس کے باعث روزہ ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسے اگر پانی سے وضو کرنے سے تکلیف نہ پہنچتی ہو اس کی وجہ سے تیمم جائز نہیں۔ روزہ کا حکم پندرہ سے اٹھارہ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے۔ اس سے پہلے بچوں کو روزہ رکھوانا ان کی صحت پر برا اثر ڈالتا ہے وہ زمانہ ان کے لئے ایسا ہوتا ہے۔ کہ جس میں وہ طاقت و قوت کا ذخیرہ جمع کر رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کی طاقت کو دبانا اور بڑھنے نہ دینا ان کے لئے سخت مضر ہے۔ بوڑھے اور دائمی مریض کو بھی روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ البتہ جس کو ویسے ہی کمزوری رہتی ہے اسے ڈاکٹری مشورہ کے بغیر روزہ ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

برکت سے جھولیاں بھر لو

اللہ تعالیٰ روزوں کی جزا خود دیتا ہے مخلصین جنہوں نے شب بیداری، تلاوت قرآن وغیرہ مجاہدہ کر کے رضائے الٰہی کے حصول کی سعی بلیغ کی ہوگی ان کے لئے ایک نادر موقعہ ہے کہ رمضان مبارک میں یا اس کے جلد بعد اپنے اخراجات کو کم کر کے اور اپنی جانوں پر مزید تنگی برداشت کر کے چندہ تحریک جدید کے وعدے ادا کر دیں۔ ایسے احباب جو ۱۳ رجون تک سو فیصدی وعدے ادا کر دینگے اور ایسے عہدیداران جو اس بارہ میں خاص طور پر کوشش فرمائیں گے ان کے نام دعا کیلئے خاص طور پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے نہیں گھٹتا بلکہ اس کے پاس جمع ہوتا ہے اور دس گنا بلکہ سینکڑوں گنا اپنی اپنی نیت اور اخلاص کے مطابق اس کا اجر ملیگا۔ چاہیئے کہ دوست انفاق فی سبیل اللہ میں حضرت ابو بکرؓ کا سا نمونہ دکھائیں جنہوں نے اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دے دیا تھا یا حضرت عمرؓ کا سا جو [illegible]

اخبار احمدیہ بقیہ صفحہ ۱

ہے۔ احباب ان کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۰ رمئی۔ مکرم مولوی صاحب موصوف ناظر بیت المال مقرر ہوئے ہیں ان کی غیر حاضری میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ کرم خاکسار (ایڈیٹر بدر) کو قائم مقام ناظر مقرر فرمایا ہے۔

آریہ سماج کی طرف سے بٹالہ میں منعقدہ مذاہب کانفرنس میں ان کی دعوت پر مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے کل "میرا مذہب" کے موضوع پر تقریر فرمائی حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اور ان کی خواہش تھی کہ آپ اس بارہ میں پھر بھی تقریر فرمائیں چنانچہ آپ نے آج پھر تقریر فرمائی۔

۱۱ رمئی۔ جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ کے چہرہ پر کچھ عرصہ سے سوجن ہوگئی تھی۔ لیکن اب کافی افاقہ ہے علاج جاری ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

محترمہ بیگم صاحبہ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو بفضلہ تعالیٰ پہلے سے افاقہ ہے

شادی خانہ آبادی

قادیان ۱۱ رمئی۔ قریشی فضل حق صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام مونگھیر شہر (صوبہ بہار) سے رخصتانہ کیلئے اپنی اہلیہ محترمہ حسنہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ مکرم عبد السلام صاحب اور اپنی بے پالک لڑکی نصرت بیگم سمیت آئے۔ رخصتانہ مونگھیر میں بتاریخ ۲۲ اپریل عمل میں آیا تھا۔ اسکے مبارک ہونے کیلئے احباب دعا فرمائیں۔

زائرین قادیان دار الامان

قادیان ۹ رمئی۔ ذیل کے احباب زیارت کے بعد آج ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے (۱) مکرم مولوی مقبول احمد صاحب فاضل بی۔ اے پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ سابق مبلغ انگلستان (۲) محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم میاں سراج الدین صاحب مؤذن مسجد اقصیٰ مع اپنی دونوں بچیوں اور بھتیجے عزیز مجید اللہ سمیت موصوفہ اپنے خاوند مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر فاضل مجاہد کے پاس ہالینڈ جا رہی ہیں ۱۹۵۳ء کو ان بچوں سمیت قادیان آئی تھیں۔

۱۰ رمئی۔ مکرم بھائی عبد الخالق صاحب اہلیہ محترمہ اور بچی سمیت لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔

بقیہ: کا سا اخلاص ظاہر کریں جنہوں نے نصف مال پیش کر دیا تھا۔ حضرت سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراسی اور حضرت منشی شادی خان صاحب کے اسوہ کو مشعل راہ بنائیں جو [illegible]

موجودہ ۵ ... اللہ تعالیٰ کی راہ میں مزید تنگی برداشت کی اور رہتی دنیا تک روشن ستاروں کی مانند ان کے نام آسمان اسلام و احمدیت پر درخشاں رہیں گے۔ اب بھی قربانیوں کے مواقع ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیضان عام ان کو قبول کرنے کے لئے چشم براہ ہے۔ قربانی کرنے کے لئے دور دور کرانے والے مواقع ہمیشہ حاصل نہیں رہتے۔ خاکسار [illegible] وکیل المال تحریک جدید قادیان

مختصر اور ضروری خبریں

۱۴ مئی۔ سری نگر۔ حکومت جموں وکشمیر کے دفاتر جموں سے موسم گرما کے لئے منتقل ہو کر آگئے۔

احمد آباد احمد آباد میں لکڑی کے ایک گودام۔ ۵ ملیں اور متعدد دکانیں نذر آتش ہو کر نو لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔

کان پور۔ یوم اقبال کے مشاعرہ میں مسٹر کوپر سپیکر یو پی اسمبلی نے کہا کہ اردو کا اسی ملک کی زبان ہے۔ وہ یہاں پیدا ہوئی اور اسی ملک میں اس نے ترقی کی۔ اس کے اندر بہت زیادہ شیرینی ہے۔ اس لئے کہ اس زبان میں دوسری تمام زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ اردو اگر صرف مسلمانوں کی زبان ہو جائے۔ اور ہندی ہندوؤں کی۔ تو ملک کو بہت بڑا نقصان ہوگا۔ اور ہم اپنے ملک کی ترقی میں کوئی حصہ نہیں لے سکیں گے۔ اردو یہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی زبان ہے۔

دہلی۔ قرضہ قرضہ میں ۴/۱ ۵ لاکھ کروڑ کی رقم ہو گئی ہے۔ اوسطاً تین کروڑ روپیہ روزانہ جمع ہو رہا ہے۔

نئی دہلی۔ بیروزگاری پر قابو پانے کے لئے حکومت یو۔ پی کی ۴/۳ ۲ کروڑ کی سکیموں پر مرکزی حکومت غور کر رہی ہے۔

کولمبو۔ ایشیائی وزراء اعظم کی آئندہ کانفرنس ۸ ماہ بعد جکارتا (انڈونیشیا) میں ہوگی۔

دہلی۔ دلی کابینہ نے پنچایت راج بل کے مسودہ کی منظوری دے دی ہے۔ پنچایتوں کا انتخاب بالغ رائے دہندگان کی خبر طرز پر ہوگا۔ انہیں ٹیکس وغیرہ لگانے کا اختیار ہوگا۔ نیز چیف کمشنر زمین کا مالیہ وصول کرنے کا اختیار دے سکے گا۔ جس کا پانچ فی صدی پنچایتوں کو انتظام چلانے کے لئے مل سکے گا۔ دلی سٹیٹ میں ۵۰۷ پنچایتیں ہیں۔

نئی دہلی۔ وزیر داخلہ ڈاکٹر کاٹجو نے بتایا کہ انہیں اس بارہ میں کوئی اطلاع نہیں۔ کہ عیسائی مشنری پاکستان کے حق میں پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ لیکن نوٹس نہ ہونے کے باعث بعض باتوں کا جواب نہ دیا۔ اس امر کا جواب نہ دیا۔ کہ امریکہ کی غلطی خبر پر سروس فضونیاست جموں وکشمیر میں حکومت کو حقیقت سے آگاہ کئے بغیر دوگوں میں مدد بیج تقسیم کیا اور یہ کہ ان میں سے کچھ شخصوں کا تعلق کشمیر میں امریکی مبصرین سے تھا۔

نئی دہلی۔ ہند پارلیمنٹ میں بتایا گیا کہ جموں کے موضع جلنہ چک اور موضع چک پر فوج متعین کر دی گئی ہے۔ تاکہ پاکستان کی طرف سے حملے نہ ہو سکیں اور سرحد کی خلاف ورزی نہ ہو سکے۔ یہ بھی بتایا کہ یکم جنوری ۱۹۵۲ء سے ۲۸ رفروری ۱۹۵۲ء تک راجستھان پر پاکستانی باشندوں نے ۹۳۲ حملے کئے

یہ بھی بتایا گیا کہ ہند اور روس کے درمیان معاہدہ تجارت میں یہ طے ہوا تھا۔ کہ اس معاہدہ کے تحت روس سے جو مشینری درآمد کی جائے گی۔ اس کو نصب کرنے کے لئے روس فنی امداد دے گا۔ لیکن ابھی تک یہ امداد لینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

کلکتہ۔ بھارت کے وزیر خوراک مسٹر قدوائی نے کہا کہ ملک کی غذائی حالت نہ صرف اطمینان بخش ہے بلکہ بہت اچھی ہو گئی ہے۔ اتنا چاول پیدا ہو گیا ہے۔ کہ دوسرے ملک کو برآمد کیا جا سکتا ہے۔ اس سال غالباً باہر سے گیہوں منگوانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

حیدر آباد۔ یہاں کی اردو کانفرنس میں مسٹر گوپال راؤ وزیر تعلیم نے بتایا کہ کسی زبان کے عروج کے لئے یہ لازمی نہیں ہے۔ کہ دوسری زبان کو ختم کیا جائے۔ کوئی زبان کسی کے ختم کرنے کے ارادہ اور کوشش سے کبھی ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ تاریخ شاہد ہے۔ کہ زیادہ پھلی اور پھولی۔ مجھے یقین ہے کہ اردو کا مستقبل بہت شاندار ہے۔ مجھے یقین ہے جو اصحاب دل سے اردو علم و ادب کو چاہتے ہیں وہ زیادہ خدمت اس کی کریں گے۔ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کی رو سے حیدر آباد میں قریباً اکیس لاکھ لوگوں کی مادری زبان اردو ہے ان کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہیں جن کی مادری زبان اردو نہیں لیکن وہ اردو علم و ادب سے کافی واقفیت اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ ریاست حیدر آباد میں ۱۹۱۹ اردو جماعتیں مختلف مڈل اور ہائی مدارس بھی قائم ہیں

واشنگٹن۔ امریکہ نے ایک نیا راکٹ بم تیار کر لیا ہے۔ جو سطح زمین پر گیارہ سو چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے۔ اسے بمبار طیارہ سے گرایا جا سکتا ہے اور اسے نشانہ سے ایک سو میل دور پھینکا جاتا ہے۔ اس میں بجلی کے آلات لگے ہوئے ہیں جو اسے نشانہ پر پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔ جس وقت یہ گرد اپنے نشانہ کی طرف جاتا ہے۔ اسے ریڈار کے پردہ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اور کنٹرول کرنے والے آلات کی مدد سے اس کا رخ بھی بدلا جا سکتا ہے۔

چھنڈی گڑھ۔ وزیر اعظم کشمیر بخشی غلام محمد نے پریس کانفرنس میں کہا کہ سابق وزیر اعظم شیخ محمد عبداللہ کی نظر بندی ریاست کا اندرونی معاملہ ہے۔ یہ دیکھنا ہمارا کام ہے کہ شیخ عبداللہ پر مقدمہ چلایا جائے یا انہیں رہا کرنے کے لئے حالات سازگار ہیں یا نہیں۔ انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ ریاست میں شیخ عبداللہ کے حامی عناصر موجود ہیں۔ لیکن وہ ایک معمولی سی اقلیت میں ہیں۔ ۷۵ ممبران اسمبلی میں سے پانچ ممبران شیخ عبداللہ کے حامی ہیں۔ یہ بھی کہا کہ خوراک کی کمی ریاست کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ جسے حکومت پنجاب کی مدد سے حل کیا جا رہا ہے۔

کولمبو۔ ایشیائی وزرائے اعظم کی کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعہ ہند چینی میں جنگ بندی اور متعلقہ ممالک کے براہ راست تصفیہ کے لئے اپیل کی گئی ہے۔ نوآبادیات اور کمیونزم کو خطرہ بتایا گیا ہے جنیوا کانفرنس کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ تیونس اور مراکش کو آزادی دینے کی اپیل کی گئی ہے۔ ہائیڈروجن بموں کے دھماکوں پر پابندی اور کمیونسٹ چین کو تسلیم کرنے کا مسئلہ لے لیا گیا ہے۔ یہ بھی طے ہوا ہے کہ جنوبی ایشیائی ممالک ایک دوسرے کے گھریلو معاملات میں مداخلت نہ کریں۔

لکھنؤ۔ یو۔ پی کے مختلف بڑے شہروں میں آجکل لڑکیوں اور عورتوں کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی ہے۔ بعض فیشن کی دلدادہ اور ہیروئن بننے کی خواب دیکھنے والی لڑکیاں بدمعاشوں کے چنگل میں پھنس کر زندگی خراب کرتی ہیں۔ یہ لڑکیاں مدھیہ پردیش اور مشرقی پنجاب میں فروخت ہوتی ہیں۔ ایسے اغوا کنندگان کے حامی چند ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چند سب انسپکٹران پولیس اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس برخاست کئے جا چکے ہیں۔

پٹیالہ۔ ہند کے وزیر اطلاعات و نشریات ڈاکٹر کیسکر نے کہا کہ علاقائی زبانوں کی ترقی بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ قومی زبان ہندی کی۔ آپ نے کہا کہ ہندی کو اس وجہ سے قومی زبان نہیں بنایا گیا کہ وہ علاقائی زبانوں سے برتر ہے۔ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ علاقائی زبانیں بعض پہلوؤں کے اعتبار سے ہندی کے مقابلہ میں اونچا درجہ رکھتی ہے۔ ہندی کی ترقی کے خواہشمند دوسری زبانوں سے تعصب نہ برتیں ورنہ یہ ذہنیت ہندی کو نقصان پہنچائے گی۔ اور اس کے خلاف نفرت پھیلائے گی۔

۱۵ مئی کلکتہ۔ وزیر اعلیٰ مشرقی بنگال مسٹر فضل الحق نے کہا کہ میں ملک کی سیاسی تقسیم پر یقین نہیں رکھتا۔ جن لوگوں نے ملک تقسیم کرایا وہ ہندوستان کے دشمن۔ انہوں نے اپنی تقریر میں مسرت چندر بوس اور سبھاش چندر بوس سے اپنے تعلقات کا ذکر کیا اور کہا کہ ان لوگوں نے میرے اندر بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا کیا۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھی رہے۔ اور ہم نے مشترک مقصد سے کام کیا۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ میں دو قومی سسٹم کے فلسفہ کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ اور یہ کہ بنگال کی خاطر ہر بچہ اپنی زندگی قربان کرنے کو تیار ہے۔

نئی دہلی۔ بھارت حکومت جہازسازی پر پنج سالہ پلان کی مدت کے اندر ۴/۱ ۲ کروڑ روپیہ خرچ کرے گی۔

جے پور۔ حکومت راجستھان نے جولائی سے تمام مدارس میں لازمی فوجی تعلیم دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ۱۲ سال سے اوپر کے تمام لڑکوں اور لڑکیوں کو لازمی فوجی تربیت دی جائے گی۔ آئندہ تعلیمی سال میں اس فیصلہ کا اثر پچاس ہزار لڑکوں اور پانچ ہزار لڑکیوں پر پڑے گا

کلکتہ۔ برمی وزیر اعظم نے بیان کیا کہ کولمبو میں وزرائے اعظم کی ملاقاتوں سے جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک میں دوستی پیدا ہو گئی۔ یہ بھی بتایا کہ کانفرنس نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ ہم کوئی مداخلت برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں کمیونسٹ ہو یا غیر کمیونسٹ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔